ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلی نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۵۱

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گناہوں سے بچنے کے لئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہئے جو یقین کی کرار فوجوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔

"گناہوں سے بچنے کے لئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہئے جو یقین کی کرار فوجوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہوتا اور ہمت بخشتا اور قوت بخشتا اور تمام شبہات کی غلاظتوں کو دھو دیتا اور دل کو صاف کرتا اور خدا کی ہمسائیگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔ پس افسوس ان لوگوں پر کہ بچوں کی گرد و غبار میں کھیلتے اور کوئلوں پر لیٹتے ہیں اور پھر آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑے سفید رہیں۔ اور حقیقی نور کو تلاش نہیں کرتے اور پھر چاہتے ہیں کہ ظلمت سے نجات پاویں۔

حقیقی نور کیا ہے؟ وہ جو تسلی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔ اس نور کی ہر ایک نجات کی خواہشمند کو ضرورت ہے۔ کیونکہ جس کو شبہات سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔ جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے سے بےنصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے کہ "من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ" اور خدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے ڈھونڈنے والوں کے دل نشانوں سے منور کردوں گا۔ یہاں تک کہ وہ خدا کو دیکھیں گے اور میں اپنی عظمت انہیں دکھلا دوں گا یہاں تک کہ سب عظمتیں ان کی نگاہ میں ہیچ ہو جائیں گی۔ یہی باتیں ہیں جو میں نے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی سنیں پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہنچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنے کا یہی طریق ہے۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے ہمیں کام نہیں دے سکتے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں۔ ہم نے اس نور حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیراللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آ جاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔

عیسائی مذہب ان نشانوں سے بکلی محروم ہے۔ دعوےٰ اتنا بڑا کہ ایک انسان کو خدا بنانا چاہتے ہیں اور ثبوت میں صرف قصے کہانیاں پیش کرتے ہیں۔"

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ (مطبوعہ لندن) صفحہ ۶۴-۶۵)

نور محمد مصطفیٰ ﷺ اور نور قرآن میں کوئی تفریق نہیں ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۱۵ دسمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت نور کے حوالہ سے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے سورۃ النساء کی آیات ۱۷۵، ۱۷۶ کی تلاوت کی اور ان کی روشنی میں قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے برہان اور نور ہونے کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ یہ وہ نور ہے جو مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا نور مخلوق نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس جگہ قرآن مجید اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ دونوں کو نور قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اور بھی کئی ایسی آیات ہیں جہاں ایک ہی ضمیر کے ذریعہ قرآن مجید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ نے بعض آیات قرآنیہ کی مثالیں دے کر اس پہلو کی وضاحت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نور محمد مصطفیٰ ﷺ اور نور قرآن میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ قرآن کی عملی تفسیر حضرت محمد ﷺ رسول اللہ تھے۔ حضور نے فرمایا کہ جس طرح قرآن مجید برہان ہے اسی طرح حضرت محمد ﷺ رسول اللہ بھی برہان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بھی حضور نے سنایا کہ، اگر خواہی دلیلی عاشقش باش ☆ محمد ہست برہان محمد ﷺ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے آپ ﷺ کے دعووں کا کوئی ثبوت نہیں مانگا بلکہ آپ ﷺ سے صرف یہ معلوم کر کے کہ آپ ﷺ نے دعویٰ رسالت فرمایا ہے فوراً

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی صورت میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا نہایت مؤثر ذریعہ دیا ہے۔ اس سے استفادہ کے مختلف طریق اپنائے جا رہے ہیں۔ ایک دوست نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مختلف پروگراموں کو الگ الگ ویڈیو ٹیپ پر ریکارڈ کرنے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ٹیپ پر ایک ہی طرز کے پروگرام سلسلہ وار ریکارڈ ہو جاتے ہیں اور گویا ایک موضوع پر سب پروگراموں کا ایک مجموعہ تیار ہو جاتا ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ گھر میں ایک مستقل لائبریری بنتی جا رہی ہے جس سے حسب ضرورت بھرپور استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عمدہ طریق ہے جس کو ایم ٹی اے کے دیگر ناظرین بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

ہفتہ ۲ دسمبر ۱۹۹۵ء.

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ کلاس ہوئی۔ سب سے پہلے دو بچوں نے تقاریر کیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف جانوروں کے بارہ میں بچوں کو بتایا۔ جس کے بعد حضور نے دو بچوں کی باہم کشتی کرائی۔ بعدازاں کچھ بچیوں نے انفرادی طور پر بھی اور مل کر بھی نظمیں پڑھیں۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نظم "مجھے دیکھ طالب منتظر......" جو بچیوں نے مل کر پڑھی تھی اس کا ترجمہ بیان فرمایا۔

اتوار ۳ دسمبر ۱۹۹۵ء.

آج کی ملاقات میں چند انگریز مہمانوں نے شرکت کی۔ حضور انور نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے:

☆ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی Persecution (تشدد آمیز مخالفت) کی کیا وجہ ہے؟

☆ اسلام میں بعض شرائط کے ساتھ مرد کو اجازت ہے کہ وہ دوسری عورت سے شادی کر لے لیکن یہ اجازت عورت کو کیوں نہیں دی کہ وہ بیک وقت دوسرے مرد سے شادی کر لے؟

☆ مسلمان مرد اور عورتیں بیک وقت اکٹھے مسجد میں عبادت کیوں نہیں کرتے؟

☆ عیسائیت اور اسلام دونوں ہی باہمی محبت کی تعلیم دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر ان دونوں مذاہب کی تعلیم میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے؟

☆ کیا آپ کے خیال میں برطانیہ میں سزائے موت کی سزا دوبارہ جاری کی جانی چاہئے؟

☆ ہم انسان سب ہی کمزور اور خطاکار ہیں۔ خدا ہم سب کے گناہ کس طرح معاف کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟

سوموار و منگل، ۴ و ۵ دسمبر ۱۹۹۵ء.

ان دو دنوں میں حسب پروگرام ہومیو پیتھی طریقہ علاج کی کلاس نمبر ۱۲۸ اور کلاس نمبر ۱۲۹ منعقد ہوئیں۔

بدھ و جمعرات، ۶ اور ۷ دسمبر ۱۹۹۵ء.

۶ دسمبر کو ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۰۱ (سورہ انفال آیت ۵۹ تا ۷۱) اور کلاس نمبر ۱۰۲ (سورہ انفال آیت ۷۲ تا آخر سورت و سورہ توبہ آیت ایک تک ۶) منعقد ہوئیں۔

جمعۃ المبارک ۸ دسمبر ۱۹۹۵ء.

حسب معمول آج اردو زبان میں سوال و جواب کی عمومی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے:

☆ افریقن ممالک میں عورتوں کے ختنہ کی رسم بہت عام ہے اور اسے مذہبی تقدس کا درجہ دیا جاتا ہے اور بعض مزعومہ احادیث کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس غلط رسم کے بارہ میں عمومی تبصرہ۔

☆ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے کے موٹے موٹے اصول کیا ہیں؟

☆ Mixed شادیوں کے بارہ میں سوال کہ مغربی ممالک میں تو اس کی مثالیں کافی نظر آتی ہیں لیکن افریقن ملکوں میں نہ ہونے کے برابر۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

باقی اگلے صفحہ پر

اداریہ

جلسہ سالانہ

اس ہفتہ کے آخر پر قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۱۰۴واں جلسہ سالانہ ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں ہندوستان کی جماعتوں کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک کے کئی ایک نمائندگان بھی شامل ہونگے اور سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ امسال بھی جلسہ کے شرکاء سے براہ راست خطاب فرمائیں گے اور اس طرح یہ جلسہ ایک عالمی جلسہ کا رنگ اختیار کر جائے گا اور دنیا کے تمام ممالک میں آباد احمدی اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ کے روح پرور خطابات سے مستفیض ہوتے ہوئے اس جلسہ کی برکات سے حصہ پائیں گے۔ جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات کا مظہر ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کو اپنے اشتہارات اور دیگر ارشادات و تحریرات میں بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ یہ جلسہ "کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے" اور اس کی "خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"۔ "اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ چنانچہ جلسہ سالانہ آپ کی اس پیش گوئی کی صداقت کا ایک نہایت بین اور روشن نشان بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ مختلف قوموں، رنگ اور نسل سے تعلق رکھنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے لوگ اس جلسہ میں شامل ہو کر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ سلسلہ خدا کا قائم کردہ ہے اور یہی وہ جماعت ہے جو ساری دنیا کو امت واحدہ بنانے کے لئے قائم کی گئی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"ہریک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہریک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہریک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"۔

خدا کرے کہ حضور علیہ السلام کی یہ دعائیں جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے والے تمام افراد کے حق میں بھی قبول ہوں اور ان سب کو بھی ان دعاؤں کا فیض پہنچے جو اپنی مجبوریوں کے باعث خود وہاں نہیں پہنچ سکے۔ اس موقعہ پر ہم احباب جماعت کو پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی خصوصی دعا کے لئے یاددہانی کرانا چاہتے ہیں جنہیں گزشتہ بارہ سال سے مرکزی طور پر جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی حکومت کی طرف سے اجازت نہیں دی جارہی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب ظالمانہ روکوں کو دور فرمادے اور وہ دن جلد لائے جب پاکستان کے احمدی بھی مرکزی طور پر اپنا سالانہ جلسہ اپنی تمام نیک روایات کے ساتھ اور بڑی عظمت اور شان کے ساتھ منعقد کر سکیں۔

بقیہ:- خلاصہ خطبہ جمعہ

آپ کی تصدیق کی کیونکہ رسول اللہ کا وجود اپنی ذات میں ایک کھلی کھلی برہان تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات بھی پڑھ کر سنائیں اور ان میں مضمر معانی کو تفصیل سے احباب کے سامنے رکھا۔

خطبہ کے آغاز میں حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ نیوزی لینڈ کی جماعت کا ساتواں جلسہ سالانہ ۱۷ دسمبر سے ہو رہا ہے۔ اور وہاں کے صدر صاحب اور جماعت نے سب دنیا کے احباب کو السلام علیکم کا پیغام دیتے ہوئے دعا میں یاد رکھنے کی درخواست کی ہے۔

بقیہ: مختصرات

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ "خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہئے اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ عقل مند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بے وقوف ہے" اس کی کیا تشریح ہے؟

☆ آیت کریمہ "یا معشر الجن والانس ..... الا بسلطان" (سورہ الرحمان) میں سلطان سے کیا مراد ہے؟

☆ افریقن ممالک میں بیوگان کی شادی پر اس قدر تشدد کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات عدت کا بھی احترام نہیں کیا جاتا اور بعض صورتوں میں سورہ احزاب کی ایک آیت سے غلط استدلال کرتے ہوئے مساجد کے آئمہ کو ھبہ کرنے کا طریق بھی ہے۔ اس غلط رسم کے بارہ میں حضور انور کا تبصرہ اور ہدایت کہ ان امور کے بارہ میں صحیح اسلامی تعلیمات کو پورے زور سے ان لوگوں میں پھیلانا چاہئے اور ان امور کو تبلیغی مہمات میں خاص طور پر شامل کر لینا چاہئے۔

☆ Mad Cows کی بیماری سے مرنے والی گائیوں کو دوسرے جانوروں کی غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، کیا ایسے جانوروں کا گوشت کھانا درست ہوگا؟

☆ خلاء میں بھیجے جانے والے سیاروں پر بے انتہا اخراجات ہوتے ہیں جبکہ اس دنیا میں لاکھوں افراد غربت و افلاس کا شکار ہیں۔ ان حالات میں کیا اس سائنسی تحقیق پر خطیر رقم کے خرچ کرنے کا کوئی جواز ہے؟

☆ قرآن مجید کی سورہ "الم نشرح" میں "ان مع العسر یسرا" کے الفاظ کو ایک ہی جگہ پر دوہرایا گیا ہے۔ اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟

(ع - م - ر)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اَسْفَلُهُ طَابَ اَعْلَاهُ وَاِذَا فَسَدَ اَسْفَلُهُ فَسَدَ اَعْلَاهُ۔

(ابن ماجہ ابواب الزھد باب التوقی علی العمل)

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال ایک برتن کی طرح ہیں۔ جب اس کا نچلا حصہ اچھا ہو تو اس کا اوپر کا حصہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جب اس کا نچلا حصہ گندہ اور خراب ہو تو اوپر کا حصہ بھی گندہ اور خراب ہوتا ہے۔

قادیاں دارالاماں

اے قادیاں دارالاماں!
اونچا رہے تیرا نشاں
عرفان و حکمت کی مچلتی آبشاروں کے وطن
اخلاق اور ایمان زا روشن بہاروں کے وطن
اے مصطفیٰؐ کے دیں کے سچے جاں نثاروں کے وطن
تیری شجاعت کے ترانے گا رہا ہے آسماں
اے قادیاں دارالاماں! اونچا رہے تیرا نشاں

تیرا ہر اک پیغام ہے معمور نور زندگی
تیری نواؤں سے برستا ہے سرور زندگی
ظلمت کے ماروں کے لئے بے مثل طور زندگی
تیرا ہر اک جلوہ ہے پیغام بہار جاوداں
اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

ہر اک زباں پر آج ہے بیتاب افسانہ ترا
ہے مرجع اقوام عالم آج مے خانہ ترا
فرزانگی پر چھا گیا اٹھا جو دیوانہ ترا
ہر دوڑ میں، ہر راہ میں، آگے ہے تیرا نوجواں
اے قادیاں دارالاماں! اونچا رہے تیرا نشاں

پھر چہرہ اسلام پر نورانیت سی آگئی!
حق کھل اٹھا اس شاں سے باطل کی کلی مرجھا گئی
ہر قول پر، ہر فعل پر، یزدانیت سی چھا گئی
المختصر تو نے بدل ڈالے ہیں انداز جہاں
اے قادیاں دارالاماں! اونچا رہے تیرا نشاں

دشمن تری روحانیت کی تاب لا سکتا نہیں
اس شمع نورانی کو پھونکوں سے بجھا سکتا نہیں
باطل پہ اتنے ٹھاٹھ سے اب کوئی چھا سکتا نہیں
یہ تو ہے جس کے نور سے حیران ہیں تاریکیاں
اے قادیاں دارالاماں! اونچا رہے تیرا نشاں

فردوس کو تیری بہاروں میں بسایا جائیگا
چنگاریوں کو دے کے لو شعلے بنایا جائیگا
اقصائے عالم میں ترا ہی گیت گایا جائیگا
وہ دن نہیں ہیں دور کچھ از فضل رب دو جہاں
اے قادیاں دارالاماں! اونچا رہے تیرا نشاں

(ثاقب زیروی)

اجتہاد مطلق یا تقلید جامد

(محمد احمد حامی)

اسلام کے احکامات کا ماخذ یا تو قرآن مجید ہے یا بانی اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات۔ ان میں سے بعض اوامرو نواہی یعنی یہ بات کرو اور فلاں کام نہ کرو، بڑی وضاحت سے چند لفظی ہدایات پر مشتمل ہیں جیسا کہ شراب اور جوئے سے اجتناب کرو، زنا کے قریب نہ جاؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرو وغیرہ، مگر بعض تعلیمات ایسی ہیں جن کا نفاذ موقع اور محل کی مناسبت سے مختلف صورتیں اختیار کرتا ہے۔ ان کی مثال ایسے ہے جیسے قرض دے کر اس پر سود لینا تو منع ہے لیکن اگر کسی کی بنک میں رکھی گئی بچت پر ایک مقرر شرح سے منافع ملے تو اس کا کیا کیا جائے؟ یا نماز قائم کرنا تو فرض ہے لیکن سفر، بےحد خراب موسم اور حالت جنگ میں اسکی کیا صورت ہوگی؟ اسی طرح سواری پر یا سواری کے اندر قبلہ رو نہ ہوسکنے کا حل کیا ہے؟ سفر کے دوران آنے والا روزہ تو بعد میں رکھنے کا حکم ہے مگر اس سفر کی حد کیا ہو؟ ایسی ہزارہا حالتوں میں کہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور عمل سے رہ نمائی مل جائے گی لیکن بارہا ایسی صورت سامنے آئے گی جو حضور اقدس کی حیات مبارکہ میں پیش نہ آئی ہو، تو یہاں کیا کیا جائے۔ ایسی مشکل کا حل قرآن مجید نے بھی دیا ہے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وضاحتا ایسے مواقع پر اپنی عقل اور سمجھ کو کام میں لاکر قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسولؐ کے مزاج کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ قرآن مجید فرماتا ہے:-

"اگر امن یا خوف کی خبر کو (پھیلانے کی بجائے) اللہ کے رسول یا ذمہ دار افراد تک پہنچایا جائے تو یقیناً وہ اس میں سے بچ برآمد کرکے اصل بات کو سمجھ جائیں گے اور مناسب اقدام کریں گے۔"

(النساء:۸۴۔ مفہوماً)

گو یہ ارشاد ایک خاص موقع سے تعلق رکھتا ہے مگر اس میں عقل و فہم کی رہ نمائی سے کسی صورت حال کے حل کی اصولی ہدایت موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سیدنا معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل مقرر کرتے وقت خاص طور پر دریافت فرمایا تھا کہ اگر کسی امر کے بارے میں قرآن یا سنت رسولؐ سے ہدایت نہ ملے تو وہ کیا کریں گے؟ ان کے اس جواب پر کہ "میں اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کروں گا" حضور اقدسؐ نے نہ صرف خوشنودی کا اظہار فرمایا بلکہ اسی وقت ہاتھ اٹھاکر دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی جس نے اللہ کے رسولؐ کے نمائندہ کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دی۔ اس موقع پر حضرت معاذؓ نے "اجتہد" کا کلمہ کہا تھا جس کے معنی ہیں کہ میں "کوشش کرکے، خوب غور و فکر کرکے، اپنے دماغ پر زور دے کر" رائے قائم کروں گا اور اس پر عمل کروں گا۔ غالباً اسی کلمہ کی مناسبت سے آئمہ فقہ نے قرآن و سنت سے واضح فیصلہ یا نص ناطقہ نہ ملنے کی صورت میں مثل اور قیاس (Analogy& Deduction) سے قانون بنانے کو اجتہاد کا نام دیا ہے۔

قرآن مجید کا نزول تو مہبط وحی سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مکمل ہوکر "الیوم اکملت لکم دینکم" کی آخری آیت اتر چکی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ حضورؐ کے اسوہ اور ارشادات کا باب رشد و ہدایت بھی بند ہوگیا۔ ادھر تیزی سے ترقی پذیر اسلامی سلطنت اور معاشرہ میں ایسی باتیں سامنے آنا شروع ہوئیں جن کے حل کے لئے قرآن و سنت میں واضح احکامات نہیں تھے اسلئے "اجتہاد" یعنی اسلام کے مزاج کے مطابق اپنی عقل اور سمجھ سے وقتی فیصلہ کی ضرورت خلافت راشدہ کے اوائل میں ہی پیش آگئی تھی اس لئے خود خلفاءؓ اور صحابہؓ نے متعدد بار ایسے فیصلے فرمائے۔ حضرت عمرؓ کی ناقدانہ معقولیت پسندی اور فکر و نظر کی گہرائی نے تو اتنے فیصلے کئے کہ بعد میں آنے والے محدثین اور فقہا نے "جناب عمرؓ کے اجتہادات" پر مفصل ابواب اپنی کتب میں لکھ کر انہیں اپنی آراء کے لئے نظیر بنایا ہے۔ اسی طرح دوسرے صحابہؓ کے اجتہادات کے حوالے تاریخ، تفسیر اور فقہ کی کتب میں کثرت سے ملتے ہیں۔

لیکن "اجتہاد" کو باقاعدہ ایک فن بنانے میں جن اکابر نے بہت زیادہ کام کیا ہے اور اپنی زندگیاں اس میں صرف کردیں وہ تھے حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ جو اہل سنت کی فقہ کے چار مسالک کے بانی ہوئے۔ اہل تشیع میں حضرت امام جعفر صادقؒ اور امام زیدؒ بن زین العابدینؒ (جن کے پیرو زیادہ تر یمن میں پائے جاتے ہیں) کی فقہیں مسلم ہیں۔ ان بزرگوں نے نہ صرف نئے پیش آمدہ امور پر اجتہاد فرمایا بلکہ عبادات، وراثت اور لین دین کے جو مسائل قرآن و حدیث میں مذکور تھے ان کی تفاصیل اور عملی پہلوؤں پر اپنی اپنی رائے دی۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اختلاف رائے ناگزیر ہے اور یہی سبب ہے کہ یہ الگ الگ مکتبہ ہائے فکر یا مذاہب کہلائے۔ ان آئمہ کے شاگردوں، ہمخیال لوگوں اور متبعین نے سختی کے ساتھ ان کے خیالات کی پیروی کی اور اس طرح اوائل اسلام میں ہی مختلف فرقوں کی صورت پیدا ہوئی۔ اس گروہ بندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خارجی محاذ پر انہوں نے باہمی تردید اور تغلیط کی روش اختیار کی اور دفاع کے نام پر اپنے افکار میں اس قدر سختی دکھائی کہ مزید کسی ترمیم یا اصلاح کا امکان یکسر رد کردیا اور اس طرح اپنے معتقدات کی حدوں پر اونچی دیواریں کھڑی کرکے قلعہ بند ہوگئے۔ آئندہ اجتہاد کی گنجائش ختم کردی گئی اور تب تک جو کچھ ہوچکا تھا صرف اسی کی مطلق تقلید کو شعار بنایا گیا۔

یہ مرحلہ اسلام کے عالمگیر دعویٰ کے لئے ایک بڑی بدقسمتی کا لمحہ تھا۔ زندگی تو ہر نوع مائل بہ ارتقاء رہی۔ نئے علوم رائج ہوئے، مختلف تہذیبوں میں تصادم اور امتزاج ہوا، نئے حقائق دریافت ہوئے جن کے پیدا کردہ مسائل کی روشنی میں ایسی ہدایات اور لائحہ عمل کی جستجو ہوئی جو اسلامی مزاج رکھتی ہوں اور قرآن و سنت کی اساس سے معارض نہ ہوں مگر ارباب رشد تو تعبیر و اجتہاد کا دروازہ سختی سے بند کرچکے تھے سو وہی ہوا جو پانی کا بہاؤ روک دینے سے ہوتا ہے۔ نئے نئے مسائل کا غبار تو اس میں گرتا رہا مگر مقید ہونے کی وجہ سے یہ پانی اپنی تازگی اور سیرابی کی خاصیت کھو بیٹھا۔ اس کی اپنی عفونت نے زمانہ وسطیٰ کے حکماء اور مفکرین کو اضطرار کی حد تک مضطرب کیا اور عامۃ المسلمین نے اس گھٹن سے نجات پانے کے لئے اکبر کے دین الٰہی جیسی سوالیہ تحریکوں کو جنم دیا۔ جب بھی روشن خیال فلاسفہ اور طبعی علوم سے بہرہ ور علماء نے کسی دوراہے پر اٹک کر اسلام سے رہ نمائی کا سوال کیا، رجعت پسندوں نے تقلید کے جھاڑو سے ان کی مرمت کردی اور معاملہ جوں کا توں رہا۔ امام غزالیؒ جیسے منتہی علماء نے ساری عمر یونانی اور لاطینی دانش کا مطالعہ کرنے کے بعد بالآخر ان علوم سے دستکش ہونے کا اعلان کردیا کہ اس طرح عقیدہ اور اساس پر زد پڑتی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے فنا فی الشیخ شاگرد امام ابن تیمیہؒ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کسی مسئلہ کی نظیر یا اس کا حل حنبلی مکتبہ میں موجود نہیں تو اسے ترک کردو اور حنبلی فکر کا یہ رویہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے ہوتا ہوا سرزمین حجاز کے محمد بن عبدالوہاب تک پہنچا اور عجیب تر یہ بات کہ ان کے پیرو جو خود کو اہلحدیث کہتے ہیں، غیرمقلد کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

لیکن حقائق سے صرف نظر کرنے اور مشکل کے وقت آنکھیں موند لینے سے مسائل تو حل نہیں ہوا کرتے۔ سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں اسلامی شکوہ کے مرکز ہندوستان میں بےچینی اور مذہب سے بغاوت کے آثار دیکھ کر مجدد الف ثانیؒ، عبدالحق صاحب محدثؒ دھلوی اور ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ دھلوی نے اسی ٹھہراؤ اور جامد تقلید کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا اور نئی تعبیر و تفسیر کے ذریعہ اس صورت حال کی اصلاح پر متوجہ ہوئے اور تقلید میں تشددانہ انداز کو ترک کرکے یہ رائے دی کہ چاروں فقہوں میں سے جو راہ موقع کی مناسبت سے بہترین معلوم ہو اسے اختیار کرلیا جائے۔ اس مسلک کو "تلفیق بین المذاہب" کا نام دیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس طریق کی وضاحت اور اپنے رویہ کے بارے میں لکھا ہے:-

"میں ہوں حنفی لیکن اگر میں کہیں دیکھتا ہوں کہ امام شافعی کا مذہب قابل ترجیح ہے تو میں اس کو اختیار کرلیتا ہوں"۔

ان اکابر کے اس مجتہدانہ اقدام سے دربار اکبری میں جنم لینے والا وہ فتنہ فرو ہوگیا جو ابوالفضل، فیضی اور ان کے والد شیخ مبارک نے برپا کیا تھا۔ شیخ مبارک موصوف نے ۹۸۷ھ میں ایک محضر تیار کیا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ:-

"پادشاہ خلیفۃ الزمان اور امام عہد واجب الاطاعت ہے اور اس کو حق پہنچتا ہے کہ مسائل مختلف فیہا میں حسب ضرورت وقت اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد واجب العمل ہے" (بحوالہ تذکرہ ابوالکلام آزاد۔ جون ۴۴ھ ص ۳۵)

اس محضر پر عبدالنبی صدرالصدور، مخدوم الملک نے، پھر قاضی القضاۃ جلال الدین ملتانی اور شیخ عبدالحی مفتی وغیرہ سب نے بلا چون و چرا اپنی مہریں ثبت کردیں اور علمائے دربار میں سے کسی کو انکار و تامل کی جرات نہ ہوئی۔ اس قسم کی گھٹن کے بعد حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے اخلاف کے عمل باد بہاری کا ایک جھونکا ثابت ہوا جس سے مرجھاتے ہوئے نہال اسلام کو سنبھالا ملا اور بےبرگ و گیاہ وسعتوں میں روئیدگی کی صورت نظر آئی۔

ہند کی مسلمان سلطنت کے زوال کے ساتھ مرہٹوں کی بیخ کنی، انگریز کے اقتدار اور شمال مغرب میں سکھوں کی چیرہ دستیوں کے تناظر میں خاندان ولی الٰہی کے ایک فرد حضرت شاہ اسماعیلؒ اور مجدد زمانہ سید احمد شہیدؒ نے جس تحریک کی سربراہی کی اس میں فقہی اجتہاد کی بجائے جہاد بالسیف کا عنصر غالب رہا اور گو بظاہر یہ تحریک بالاکوٹ کی وادی میں دم توڑ گئی مگر اس کی بازگشت نے آنے والی صدی کے ہر دردمند مسلمان کے دل کو گرمایا اور مسلمانان ہند کے مستقبل پر بالواسطہ اثرانداز ہوئی۔

بیسویں صدی کے طلوع کے ساتھ ہی علوم و فنون (سائنس اور ٹکنالوجی) کی ترقی اور فکر و فلسفہ کے ارتقاء میں غیرمعمولی رفتار اور مسابقت کے آثار ظاہر ہوئے جو بعد میں دریافتوں، انکشافات، ایجادات، بحوث (بمعنیٰ ریسرچ) اور نشرو اشاعت کی فراوانی کے باعث "علم کا دھماکہ" کہلائے۔ اس دور میں انسان نے فضائے ارضی سے دور چاند پر قدم رکھا، ایٹم کا جگر چیر کر اس سے توانائی برآمد کی، ناکارہ اعضاء کو تبدیل کرنے کی مہارت حاصل کی، خلیوں کے مرکزہ میں محفوظ "ڈی این اے" پر مرتسم ہدایات کو پڑھنے پر قادر ہوا۔ آواز سے تیزچلنے والے ہوائی جہاز بنائے اور سمندر کی تہہ سے بہت نیچے سرنگ کھود کر دو ممالک کو ملا دیا وغیرہ۔ ان تبدیلیوں کے ساتھ نئے مسائل اور صورتوں کا ظاہر ہونا لازی تھا جو اس سے قبل وہم و گمان میں بھی نہیں تھے اور اس لئے ان کے بارے میں مذہب کی رہ نمائی موجود نہیں تھی۔ اس کا احساس کرتے ہوئے مسلمانوں کے عمائدین نے بڑی شدت سے اجتہاد کی ضرورت اور اسکی صورت پر اظہار خیال کیا۔ اجتہاد کے جواز پر متحد ہوجانے والے حضرات نے "اجتہاد کون کرے؟" پر بھی بحث کی ہے۔ اس ضمن میں سر سید احمد خان

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

صاحب، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی، نواب محسن الملک، علامہ شبلی نعمانی، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ اقبال اور حال ہی میں مودودی صاحب نے اپنی اپنی آراء پیش کی ہیں۔ سرسید کا مؤقف تو بہت ہی واضح اور راست ہے کہ جو بات عقل اور فطرت کے معیار پر پوری نہ اترے وہ خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہوسکتی اس لئے اگر اسلام من جانب اللہ ہے تو اسکے عقاید اور احکام ماورائے عقلیت یا مافوق الفطرت نہیں ہوسکتے۔ اس انقلابی اور اجتہادی کلیہ کو بنیاد بناکر سرسید نے تمام معتقدات اور تعلیمات کو دلیل یا تاویل سے معقولیت کے تابع کردیا اور اپنے زمانے کے مضطرب ذہنوں کو مطمئن کیا اور معترض مخالفین کو یکسر خاموش کردیا۔ بجا کہ مرحوم کی مخالفت بھی ہوئی اور کفر کے فتوے بھی جاری ہوئے مگر اس بات میں ہرگز کوئی کلام نہیں کہ ان کے زمانہ کے ماحول اور پس منظر میں سرسید کے خیالات انتہائی جرات مندانہ اور جدت پسندانہ تھے اور انہوں نے اپنے معاصرین کو خوب خوب متاثر کیا۔ سرسید کی وفات کے بعد بلغ ہونے والے عبقری حضرات اس بات کا اعتراف کریں یا خاموش رہیں مگر ان کے پیش کئے گئے قاعدے کلیے صاف بولتے ہیں کہ ان میں بھی سرسید مرحوم کی روح ہی رواں دواں ہے۔ ایک زمانے میں سرسید کو مجدد وقت قرار دینے والے مولانا ابوالکلام آزاد نے اجتہاد کے موضوع پر لکھا ہے کہ۔

"فی الحقیقت خلیفہ وقت اور ارباب حل و عقد و اصحاب شوریٰ کو ہر عہد و دور میں حق اجتہاد حاصل ہے اور اسی کے سدباب نے تاریخ اسلام کے تمام مصائب کی بنیاد ڈالی۔" (تذکرہ۔ پبلشر میری لائبریری لاہور۔ بار سوم جون ۱۹۶۴ء ص ۳۵)

علامہ اقبال نے اپنے خطبات مدارس میں بڑی وضاحت سے اجتہاد کی ضرورت پر دلائل دیئے ہیں اور بالآخر مسلمانوں کی منتخب اسمبلی یا پارلیمینٹ کو اسلام کی تشریح و تعبیر اور قانون سازی کا حق دیا ہے۔ ان خطبات کے مجموعہ کا نام ہی Reconstruction of Religious Thought in Islam ہے جس کا معنیٰ اسلامی فکر کی تشکیل نو یا تجدید اور تعمیر نو ہے۔

لیکن مولانا مودودی صاحب نے تو سیدھے سبھاؤ خلفائے راشدین پر تنقید، صحابہؓ کی تنقیص اور آئمہ فقہ کی تغلیط پر کمر باندھی اور خود کو "مزاج شناس رسول" قرار دے کر نئی فقہ تصنیف فرمادی جس کا نہ سر ہے نہ پیر۔ ان کی تعبیریں خود تضادی اور الجھاؤ کا شاہکار ہیں اور اس پر مزاج شناسی کے حوالے سے دعویٰ یہ ہے کہ اگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے زمانہ میں زندہ ہوتے تو وہی کچھ کرتے جو میں کر رہا ہوں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، اس علم و فن کے دھماکہ کے بعد جو مسائل سامنے آئے ہیں ان کا کوئی تصور بھی اسلاف کو نہیں تھا۔ معیشت اور معاشیات کے میدان میں بنک کاری، بین الاقوامی تجارت، امدادی قرضے، بیمہ کی صنعت، مکانوں، دکانوں اور کاروبار کے لئے سرمایہ کی فراہمی جیسے مسائل اور ان میں پوشیدہ سود، ربوٰ اور جوئے کے عناصر۔ دنیا کی بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر منصوبہ بندی، ضبط ولادت، تحدید نسل، منع حمل اور اسقاط یا احتیاط جیسے اقدامات کی حلت اور جواز۔ خواتین کی گواہی، کاروبار یا ملازمتوں میں بالادستی یا ملکی امور میں مشارکت اور سیاسی سربراہی جیسے امور۔ طب میں ترقی کے نتیجہ میں انتقال خون، اعضاء کی پیوندکاری، مصنوعی بارآوری، امتحانی نلی میں جنین کی زرخیزی اور محدود پرورش۔ میاں بیوی کے مادہ تولید سے مرتب جنین کی کسی غیر عورت کے جسم میں پرورش اور ولادت، غرضیکہ سائنس اور ٹکنالوجی نے بلامبالغہ ہزاروں امکانات پیدا کردیئے ہیں۔ امور سلطنت میں کسی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی حیثیت اور حقوق۔ غیر مسلم حکومتی ڈھانچہ میں کس مرحلہ تک ترقی کرسکتے ہیں۔ کیا وہ برابر کے شہری ہیں یا دوسرے تیسرے درجہ پہ۔ خلائی تسخیر نے نظریاتی اور عملی دوائر میں نئے سوالات لا کھڑے کئے ہیں۔ لہٰذا فی زماننا فکری بےچینی اور عدم اطمینان کا اظہار زیادہ قوت سے، زیادہ بلند آواز سے ہورہا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا جب کوئی نہ کوئی مفکر، دانشمند اور ملت کا درد رکھنے والا "اجتہاد کی ضرورت" کا اظہار نہیں کرتا۔ اگر بنگال کی مصنفہ تسلیمہ نسرین نے بعض اسلامی احکام کی تعبیر نو کا مطالبہ کیا تو یہ بھی مقامی معاشرہ کے رسوم و رواج سے نجات حاصل کرنے کے لئے تھا اور اگر پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک رکن، ممتاز قانون دان سید افضل حیدر صاحب اجتہاد کی ضرورت پر زوردار بیان دیتے ہیں تو وہ اس راستے کی مشکلوں کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"شیطان کا گروہ ہمیں قرآن کی ترقی پسندانہ تعبیر سے روکے رکھتا ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لندن۔ سنڈے میگزین ۴ ستمبر ۹۴ء)

اجتہاد جیسے ترقی پسندانہ ادارہ کے راستے کی روک، یہ شیطان کا گروہ کونسا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو حالات حاضرہ کے مطابق کسی بھی تعبیر و تشریح کو حرام سمجھتے ہیں اور تقلید جامد پر مصر ہیں۔ مگر ان کی نشاندہی سے قبل ایک بوالعجبی کا ذکر ضروری ہے اور وہ ہے اجتہاد کے سب سے بڑے مجوز اور محرک علامہ سر اقبال کی تضاد بیانی۔ علامہ موصوف کے فکر میں یہ کمزوری بہت نمایاں ہے کہ وہ اپنے بیان کردہ کسی نظریے پر قائم نہیں رہتے۔ مطالعہ اور غور و فکر کی ہوشمندی کے لمحوں میں جو بات بیان کرتے تھے، شعر و شاعری کے سکر کی حالت میں اس کی تردید فرمادیتے تھے۔ قومیت، حب وطن، ملت کے زوال کے اسباب، تصوف، روحانیت، مذہبی روایات غرضیکہ کوئی بھی موضوع ہو ان کی تحریروں، خطبات اور شاعری میں ایک دوسرے سے متصادم خیالات کی فراوانی ہے اور ایک مصنف کے نزدیک۔

"اقبال کو جس وجہ سے اور بھی اہمیت حاصل ہوئی وہ تھی ان کی متضاد نظریات کی حامل شاعری جس کا حوالہ دے کر ہر شخص اپنا کام چلاسکتا ہے اور اپنی دو روزہ دکان جماسکتا ہے"۔ (محمد اسداللہ۔ کتاب منٹو میرا دوست۔ ۱۹۹۱ء۔ ص ۱۷)

ضرورت اجتہاد کے مسئلہ پر بھی مسلمانوں کے ناطق نمائندہ اور میر میدان ہونے کے باوجود اور اس موضوع پر چھ عالمانہ خطبات ارشاد فرمانے کے باوصف جب مثنوی اسرار و رموز لکھنے بیٹھتے ہیں تو "رموز بےخودی" کے بیان میں کس بھولے پن سے کہتے ہیں کہ۔

انحطاط کے اس زمانہ میں اجتہاد کی بجائے تقلید کہیں زیادہ بہتر ہے۔

اصل اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

راہ آبلہ رو کہ ایں جمعیت است
معنی تقلید ضبط ملت است
اجتہاد اندر زمان انحطاط
قوم را برہم ہمی پیچد بساط
ز اجتہاد عالمان کم نظر
اقتداء بر رفتگاں محفوظ تر
عقل آبایت ہوس فرسودہ نیست
کار پاکاں از غرض آلودہ نیست

مسئلہ اجتہاد میں اس وقت تک تین آراء کھل کر سامنے آچکی ہیں۔

۱۔ اسلام کے جملہ احکام اور نظریاتی عقاید میں ماسوا ان کے جن کے بارے میں نصوص صریحہ موجود ہیں، اجتہاد کی ضرورت نہ صرف مسلم بلکہ فوری توجہ کی مستحق ہے اور اس کے لئے کوئی قابل قبول ادارہ یا مقتدرہ تشکیل دینا چاہئیں۔

۲۔ اجتہاد صرف تلفیق بین المذاہب کی حد تک مناسب ہے یعنی جس فقہ سے آپ کا پسندیدہ مسئلہ ملے، لے لیں اور جس امام نے آپ کے حسب منشاء رائے دی ہو اس کی پیروی کریں۔ کسی دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کا حکم آسان لگے تو اس بار انہیں اپنا مرشد بنالیں۔

۳۔ خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور آئمہ فقہ کے بعد مزید کسی اجتہاد کی گنجائش نہیں۔ جس قدر تحقیق و تفتیش اور چھان پھٹک کی ضرورت تھی وہ یہ مقدسین کرچکے ہیں اور اب ان کے فتووں کے دائرہ سے باہر نکلنا صراحتاً گمراہی کا باعث ہوگا۔ جو اجتہاد ہونا تھا ہوچکا، جو تعبیر و تفسیر ممکن تھی وہ مکتوب و محفوظ ہے۔ بس اسی سے استفادہ کریں۔ نئی راہیں تلاش نہ کریں کہ اس میں فتنہ ہے۔

اس آخری مسلک پر تمام روایتی علماء جمع ہیں۔ ان کے نزدیک اجماع کے معنیٰ صرف ان اکابر کا کسی بات پر متفق ہوجانا ہے (جو بالفعل ناممکن ہے کہ اگر اتفاق ہوتا تو مذاہب کا افتراق کیوں پیدا ہوتا)۔

ان کی دانست میں مثل اور نظیر صرف ان بزرگوں کے ارشادات و افعال ہیں اور "قیاس" جیسے فقہی اوزار کی دسترس بس ان آئمہ کرام کے دانش و فہم تک تھی۔ ان کے بعد رشد و ہدایت کے سب دروازے مقفول ہوگئے۔ ان حضرات کا نقطہ نظر سمجھنے کے لئے ان کے ایک جدید تعلیم یافتہ نمائندے کے چند اقوال درج ذیل ہیں۔

"میرے نزدیک خلفائے راشدین، آئمہ مجتہدین، محدثین کرام کی مجمع علیہ متفق علیہ رائے اور مسائل کے خلاف اب کوئی نئی رائے دینا اور کوئی نئی راہ نکالنا یقیناً فتنہ ہے"۔ (ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی۔ ماہنامہ میثاق لاہور۔ نومبر ۱۹۸۴ء)

اور اگر اجماع یعنی سب کا اتفاق رائے میسر نہ ہو تو۔

"یوں تو کوئی شاذ رائے اکثر معاملات میں مل جائے گی۔ مجمع علیہ اور متفق علیہ آراء کے مقابلے میں شاذ رائے کی کھوج کرید کرنا اور اس سے دلیل پکڑنا۔ آخر اس کی ضرورت کیا ہے؟" (ایضاً)

کوئی ان سے پوچھے کہ اختلاف کی موجودگی میں جسے یہ شاذ رائے کہتے ہیں، کوئی حکم "مجمع علیہ اور متفق علیہ" کیسے ہوا۔ اسے زیادہ سے زیادہ کثرت رائے کہا جاسکتا ہے، اجماع تو نہیں۔ اس کھوکھلی بنیاد پر تعمیر کرتے ہوئے موصوف کا حتمی فیصلہ یہ ہے۔

"اگر ہماری تاریخ کے ادوار میں حضورؐ سے لےکر تا امروز جن مسائل میں تسلسل، تواتر اور اجماع موجود ہو تو دوسری کوئی بات کہنے کا کسی کو حق ہی نہیں ہے۔" (ایضاً)

مشکل یہ ہے کہ قریباً ہر معاملہ میں ثقہ علماء اور بلند مرتبہ مجتہد اور مفسر حضرات کے اختلافات ایسے ہیں کہ نہ انہیں رد کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انہیں نظر انداز کرسکتے ہیں۔ اس صورت میں سینہ زوری ملاحظہ فرمائیں کہ ہم اختلافی مسئلہ کو الحاقی سمجھیں گے کہ ان بزرگ نے تو یوں نہیں فرمایا ہوگا، یہ کسی اور نے انکی کتاب میں لکھ دیا ہوگا۔ اس ستم ظریفی اور ہٹ دھرمی کو ان کے اپنے اصل الفاظ میں پڑھئے۔

"اگر ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں کوئی ایسی چیز نظر آ بھی جائے جو ہمارے لئے بظاہر قابل اعتراض ہو تو اولاً ہم اس کی بہتر سے بہتر تاویل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اگر اس سے بھی کام نہ بنے تو ہم یہ رائے قائم کریں گے کہ یہ قابل اعتراض بات ان کی کتاب میں کسی اور نے شامل کردی ہوگی"۔ (یعنی ہم یہ ہرگز نہیں مانیں گے کہ اس بزرگ سے غلطی ہوئی۔ ناقل)۔ (ماہنامہ میثاق لاہور۔ ستمبر ۸۴ء)۔

آخر میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم امام زمانہ حضرت مسیح موعود، مہدی معہود علیہ السلام کا فیصلہ درج کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امام کو ایسے ہی معاملات کے لئے "حکم عدل" کا مقام دیا تھا۔ اس میں نہ کوئی الجھن ہے نہ پیچ۔ ایک عدالتی حکم کی طرح صاف، سادہ اور واضح۔ فرمایا۔

"ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو، اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دیں۔ اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیوں کہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خدا داد اجتہاد سے کام لیں"۔ (ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی۔ روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۲۱۲)

خطبہ جمعہ

مالی نظام سے وابستہ جماعت کو مالی نظام کی تقویٰ کی باریک راہوں پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۳ نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۳ نبوت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ (النحل: ۷۶)

یہ سورہ النحل کی ۷۶ویں آیت ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس کے مضمون سے ظاہر ہے کہ آج کے خطبے کا موضوع مالی قربانی ہے اور اس کا موقع یہ پیش آیا کہ تحریک جدید کا ایک سال ختم ہو کر اب نئے سال کا آغاز ہوا ہے۔ اور ایک لمبے عرصے سے یہی دستور چلا آ رہا ہے کہ جب تحریک جدید کا ایک مالی سال ختم ہو کر دوسرے سال میں داخل ہوتا ہے تو پہلے خطبے میں سوائے اس کے کہ کوئی مانع ہو جائے، کوئی اور روک پیدا ہو جائے تحریک جدید ہی کے موضوع پہ خطبہ دیا جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے مالی قربانی کا جو مضمون میں نے اس آیت کے حوالے سے بیان کرنا ہے پہلے اس سے متعلق بات کروں گا پھر انشاء اللہ وہ اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھوں گا جو گزشتہ سال کے اور اس سے پیوستہ سال کے ہمارے سامنے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکا لایقدر علیٰ شیء" اللہ ایک ایسے غلام کی مثال پیش کرتا ہے جس کے قبضے میں کچھ بھی نہ ہو "ومن رزقناہ منا رزقاً حسنا" اور ایک ایسے شخص کی مثال جسے ہم نے اپنی جناب سے پاکیزہ رزق عطا کیا ہو "فھو ینفق منہ سراً وجھراً" اور وہ اس میں سے چھپا کے بھی خرچ کرے اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرے "ھل یستون" کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں "الحمد للہ" سب تعریف اللہ کے لئے ہے "بل اکثرھم لا یعلمون" بلکہ اکثر ان میں ایسے ہیں جو نہیں جانتے۔

یہاں جو عبد مملوک کی مثال ہے اس سے ذہن میں یہ مضمون ابھرتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ہو جو بے چارہ غریب ہو، اس کے پلے کچھ نہ ہو، قبضہ قدرت میں کچھ نہ ہو، اس کی مثال کے مقابل پر خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے کی مثال دی گئی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ تو معذور ہے اس کا تو اختیار ہی کچھ نہیں۔ اس کو ایک نیک، صاحب حیثیت کے مقابل پر رکھنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اس لئے دراصل عبد مملوک کے مضمون کو سمجھا نہیں گیا۔ عبد مملوک سے مراد وہ شخص ہے جو مالی لحاظ سے خواہ کیسی ہی کشائش رکھتا ہو مگر جس مال کا مالک ہے اس کا غلام بھی ہے اور اسی مال کے بندھنوں میں ایسا پھنسا ہوا ہے کہ کلیتاً بے اختیار ہو چکا ہے۔ یا جس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو دنیا کے دام میں پھنس چکا ہے اور اسے کوئی آزادی دنیا سے نصیب ہی نہ ہو کہ کار خیر میں کچھ کوشش کر سکے۔ تو عبد مملوک کے مقابل پر وہ عباد اللہ ہیں جو خدا کے غلام ہو جاتے ہیں اور ان کو پھر خیر کی آزادیاں نصیب ہوتی ہیں۔

پس یہ دو قسم کے غلام ہیں جن کا موازنہ قرآن کریم فرماتا ہے یہاں اختصار کے ساتھ، بعض جگہوں پہ تفصیل کے ساتھ۔ پس دو میں سے ایک غلامی تو تمہیں بہر حال اختیار کرنی ہوگی۔ ایک غلامی وہ ہے جو شیطان کی یا دنیا کی لالچ کی اور دنیا کے اموال کی غلامی ہے۔ اس غلامی میں تم ہر خیر کے فعل سے عاجز آ جاؤ گے۔ کسی نیک کام کی توفیق نہیں ملے گی اور دن بدن زیادہ سخت بندھنوں میں تم بے بس اور مقید ہوتے چلے جاؤ گے۔ اور یہ وہ سلسلہ ہے جس کے متعلق پھر "عبداً مملوکا" کی وہ مثال صادق آتی ہے۔ کہ "لایقدر علیٰ شئی" اس کو کچھ بھی اختیار نہیں، کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اب وہ لوگ جو بے حد امیر ہوں مگر جتنے امیر ہوں اتنا ہی اپنے اموال کے خود غلام بن چکے ہوں وہ بے چارے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کر سکتے، اپنے بچوں پہ بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ اپنی خواہشات بھی اس سے پوری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مال کی غلامی کے سوا اور کوئی خواہش باقی نہیں رہتی اور یہ خواہش ہر دوسری خواہش پر غالب آ جاتی ہے۔ تو یہ اس سفر کی انتہا دکھائی گئی ہے جو مادہ پرستی کا سفر ہے۔ جس میں انسان خود اپنی گردن مادے کے نیچے دے دیتا ہے اور وہ پھر اس پر قبضہ کرتا چلا جاتا ہے۔ پس یہ کیسی آزادی ہے کہ انسان خود اپنی ملکیت کا غلام ہو جائے۔

اس کے برعکس اللہ کی غلامی کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ہم ایسے شخص کو جو ہمارا غلام ہو جاتا ہے وہ ہمارے رنگ سیکھتا ہے ہم اسے عطا کرتے ہیں وہ آگے عطا کرتا ہے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ غلام ہو اور آقا کے مزاج کے خلاف مزاج رکھے۔ کیونکہ آقا کے مزاج کے خلاف اگر مزاج ہو بھی تو اس مزاج کو استعمال کرنے کی اسے اجازت ہی نہیں ہوتی۔ مملوک کامل تو وہ ہے جو اپنے آقا کے مزاج کے مطابق چلتا ہے۔ پس دھن کا بھی ایک مزاج ہے جس کو ایک ہندی مصرعہ کی صورت میں یوں کہا گیا ہے گویا ایک قسم کی ضرب المثل ہے کہ ؎

مایا کو مایا ملے کر کر لانبے ہاتھ ☆ تلسی داس غریب کی کوئی نہ پوچھے بات

یعنی شعر ہے مصرعہ نہیں، کہ دولت کا مزاج تو یہ ہے کہ دولت کو ملتی ہے اور لمبے لمبے ہاتھ کر کے اسے سمیٹتی چلی جاتی ہے اور یہ مزاج جو ہے وہ غریب سے مستغنی ہو جاتا ہے اسے کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی کہ بنی نوع انسان میں سے دوسرے لوگ کس حال میں زندگی بسر کر رہے ہیں کیونکہ دولت کو دولت کی حرص ہوتی ہے یہی جہنم کا مزاج قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور مادہ پرستی کے اندر یہ بات شامل ہے۔ پس فرمایا جن کو ہم رزق دیتے ہیں وہ تو ہمارا مزاج لیتے ہیں یعنی اللہ تو رزق سب کو دیتا ہے مگر یہاں بڑے پیار سے ان بندوں کا ذکر ہے جو خدا کے ہو چکے ہوں جب وہ خدا سے رزق لیتے ہیں تو پھر خدا کی طرح اس مال کو آگے خرچ کرتے ہیں اور خرچ بھی "سراً وعلانیۃً" چھپا کے بھی اور ظاہر بھی، "سراً وجھراً" چھپا کے بھی اور اونچی آواز سے بھی یعنی بتا کے بھی۔

اب یہ بھی اللہ کا مزاج ہے اور اللہ کی اکثر عطا "سراً" ہے اس میں اکثر صفات جو انسان کو دی ہیں یا اپنی ہر مخلوق کو جو عطا کی ہیں وہ بغیر شور کے ہیں ان میں کوئی اظہار نہیں، نہ ان صفات کے مالک کو جن کو عطا کی گئی ہیں، اس کا شعور ہی ہوتا ہے کہ میں کن کن صفات کا مالک ہوں نہ وہ گفتگو میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اب سائنس دان مثلاً انسان کے اندرونی اعضاء کی، جو مخفی اعضاء ہیں انسان کی نظر سے، ان کی جو صفات معلوم کر رہے ہیں یہ تو ابھی سفر کا آغاز ہے مگر جتنی بھی معلوم کر چکے ہیں بے انتہا علم کے خزانے ہیں جو ہمارے ہاتھ آئے ہیں۔ اور ان کے متعلق کوئی شور نہیں تھا، کچھ بتایا ہی نہیں گیا، کوئی احسان تفصیل سے جتایا نہیں گیا۔ اللہ کے مخفی ہاتھ نے ایک عطا کر دی ہے اور وہ ساری کائنات میں اسی طرح ایک مخفی ہاتھ سے عطا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس عطا کو کھل کر اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملتا ہے وہ آواز کی صورت میں دوسروں تک پہنچتی ہے۔ انسان کو جو صفات حسنہ عطا کی گئی ہیں ان میں انسان بولتا بھی ہے لکھتا بھی ہے اپنے کلام کے ذریعے، اپنے اشاروں کے ذریعے، اپنی دوسری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بنی نوع انسان پر اپنی صفات کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس کی انا اس سے تسکین پاتی ہے۔ پس وہ تو اپنی تسکین انا کی خاطر کرتا ہے مگر درحقیقت یہ اللہ کا ہاتھ ہے جو اس کے اندر بول رہا ہے۔ اس کی نیت اور ہے مگر اللہ نے اس کو وہ صلاحیت بخشی ہے جو بلند آواز سے بتا سکتی ہے کہ میں ایک صلاحیت ہوں۔ ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جن میں طاقت ہے اپنے اظہار کی اور وہ پھر چھپی نہیں رہتیں اور اس مضمون کا تعلق صرف لفظی اظہار سے نہیں ہے یا تحریری اظہار سے نہیں ہے بلکہ عملاً بہت سی ایسی نعمتیں ہیں جو اپنی زبان حال

سے بولتی ہیں۔ آنکھیں ہیں، ایک انسان جو آنکھوں والا پھر رہا ہے اس کی آنکھوں کی طرف خواہ آنکھوں والے کا دھیان عام طور پر نہ بھی جائے یا خود اپنی آنکھوں پر بھی غور نہ کرے مگر جب کوئی اندھا دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں بولنے لگتی ہیں اور جن آنکھوں کو وہ دیکھتا ہے وہ بھی بولنے لگتی ہیں۔ انسان کو بتاتی ہیں کہ اللہ کا بڑا احسان تھا جو "سراً" تھا تمہاری نظر سے مگر عملاً تو "جہراً" ہے۔ یہ تو ہر وقت دکھائی دینے والی چیز ہے۔ اس کا پیغام ہر لحہ سمجھنے والا، سننے والا اور سمجھنے والا ہے۔ زبان بولتی ہے کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جو کھلی اور ظاہر نعمت ہے۔ مگر جب گونگے سے بات کرنی پڑے کسی گونگے کو مشکلات میں مبتلا دیکھیں تب سمجھ آتی ہے کہ یہ تو ایک خدا کا انعام جہر ہے۔ نوک پلک درست ہو انسان کے چہرے کی، دونوں آنکھیں ہوں، ناک ہو، ہونٹ ہوں متوازن ہوں تو یہ بھی ایک جہری انعام ہے، یہ "سری" انعام نہیں۔ مگر انسان بسا اوقات اللہ کی نعمتوں کو ان کے "جہر" کو بھی "سر" میں بدل دیتا ہے۔ خیال ہی نہیں کرتا ان کا۔ لیکن جب ایک انسان کے ہاں مثلاً ایک معذور بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ناک کے اندر ایک پردہ نہیں تو آواز ہی ناک سے نکلتی ہے اور ساری زندگی کے لئے وہ آواز اسے اپنی اس نعمت کا احساس دلاتی ہے جو اسے میسر ہے پہلے خیال ہی نہیں آتا تھا۔ تو ایک بگڑی ہوئی آواز ایک صحت مند آواز کے حق میں بولتی ہے اور بتاتی ہے کہ کتنا بڑا انعام تھا جو جہری انعام تھا جس سے تم نے آنکھیں بند رکھیں اور اپنے کان بند رکھے۔ تو یہ نظام ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کا۔ تو جو اس کے بندے ہیں انہوں نے اسی سے آخر زندگی کی رمزیں سیکھنی ہیں، زندگی کی ادائیں سیکھنی ہیں۔ پس خدا کے پاک بندے بھی سراً بھی نیکیاں کرتے ہیں اور جہراً بھی کرتے ہیں۔

> **تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قدم ترقی کی جانب ہے اور پہلے سے بڑھ کر مالی قربانیاں پیش کی جا رہی ہیں**

اور یہ عجیب لطف کی بات ہے کہ جتنا خدا سے دور ہو لیکن خدا کی طرف حرکت کر رہا ہو اس کی ظاہری نیکیوں کا توازن "سری" نیکیوں کے مقابل پر زیادہ ہوتا ہے۔ اور جتنا کوئی خدا کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہ توازن الٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ظاہری نیکیاں اس کی "سری" نیکیوں سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور اکثر نیکیاں اس کی مخفی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء کی ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ جب تک خدا نہ ان کو ابھار کے ان کی طرف سے اعلان کرے اور ان کے حسن کا اظہار نہ کرے وہ مخفی رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے ابتدائی دور اور دوسرے دور کا موازنہ فرمایا ہے۔ اس میں یہی راز کھولا ہے کہ اگر خدا مجھے مجبور نہ کرتا اور خود مجھے باہر نکال کر دنیا کو نہ دکھاتا تو میں اس حال پہ راضی تھا جو میرا مخفی حال تھا۔ پس سوائے اللہ کے کوئی آنکھ نہیں جانتی تھی کہ میں کیا کرتا تھا، میری کیا سوچیں تھیں، میرے کیا اعمال تھے کیونکہ وہ دنیا کی نظر سے مخفی تھے۔

پس یہ بھی ایک عجیب سفر ہے جو اظہار سے اخفاء کی طرف چلتا ہے جو جہر سے "سر" کی طرف روانہ ہے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بھی یہی مضمون ہے۔ اللہ کی راہ میں ظاہری مال خرچ کرنے والے بھی شروع میں اتنا مخفی ہاتھ نہیں رکھتے لیکن دن بدن پھر اظہار سے کچھ گھبرانے لگتے ہیں۔ اظہار مزاج کے مطابق نہیں رہتا پھر جیسا کہ مجبوریاں ہیں مثلاً آنکھ کے حسن کا اظہار تو ہو گا ہی اگرچہ اس کے پیچھے وہ رگیں پوشیدہ ہیں جن کے بغیر آنکھ بے کار ہے، وہ دماغ پوشیدہ ہے جس کے بغیر ان رگوں کا نظام بے کار ہو جاتا ہے، وہ دماغ کے اندرونی رابطوں کا نظام ہے جو نظر میں نہیں آتا تو آنکھ میں جو ظاہر ہے اس "سر" کا پہلو بہت زیادہ ہے۔ کان میں بھی جو ظاہر ہے "سر" کا پہلو بہت زیادہ ہے۔ زبان میں بھی جو بولتی ہے وہ مخفی اسرار اور علامات جو زبان کے بولنے کے نظام کے پیچھے کام کر رہے ہیں وہ دکھائی نہیں دیتے نہ وہ سنائی دیتے ہیں۔ تو اسی طرح خدا کے بندے جب خدا کی طرف حرکت کرتے ہیں اور نسبتاً کم مملوک ہوتے ہوئے زیادہ مملوک بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ دنیا کی غلامی سے آزاد ہو کر ان کی زنجیریں اتار رہے ہوتے ہیں اور اللہ کی رضا کی زنجیروں کے لئے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ یہ سفر کامل طور پر ان کو خدا کا مملوک بنا دیتا ہے۔ ان کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عباد الرحمٰن"۔

اب وہ صفات دیکھیں جو عباد الرحمان کی ہیں۔ لفظ عباد وہی استعمال فرمایا جا رہا ہے جو خدا کے سب بندوں پر استعمال ہوتا ہے لیکن وہ صفات مخصوص ہیں ان عباد کی جو طوعی طور پر خدا کے عبد بنتے ہیں۔ مجبوراً تو سب عبد ہیں ہی لیکن مجبوری کی غلامی، صفات حسنہ جو خدا کی طرف سے بندے میں منتقل ہوتی ہیں ان کی راہ میں روک بن جاتی ہے۔ مجبوری کی غلامی کا مطلب یہ ہے کہ دل کسی اور کا غلام ہے اور خدا کے رستے میں ہم مجبور ہیں وہی مالک ہے اس کی مرضی کے خلاف کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ اس لئے وہ جو خدا کی صفات حسنہ یا اسماء کا ایک بہاؤ ہے خدا کی طرف سے بندے کی طرف وہ عباد الرحمان کے سوا دوسرے بندوں کو نہیں پہنچتا سوائے اس کے جو فیض عام کی صورت میں ہر مخلوق کو حاصل ہی ہے۔ وہ حاصل نہ ہو تو کوئی سفر اس کی جانب ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ایسی صورت میں اپنے خرچ کو دیکھ اس سے بھی اپنی ذات کو پہچانا جا سکتا ہے۔ اپنے خرچ کے انداز کو دیکھ کر اس کے آئینے میں بھی انسان معلوم کر سکتا ہے کہ میں اپنی روح کی کیا شکل بنا رہا ہوں۔ اور پھر پہلے اور بعد کے موازنے سے انسان یہ معلوم کر سکتا ہے کہ میرا سفر خدا کی سمت ہے یا خدا سے دور ہے۔

> **مالی قربانی سے جو نفس کی پاکیزگی کا تعلق ہے اس میں مالی قربانی کرتے وقت اس کا کچھ دکھ محسوس ہونا چاہئے تاکہ انسان سمجھے کہ میں نے تکلیف اٹھائی ہے مگر خدا کی خاطر اٹھائی ہے۔ یہ احساس ہے جو اس کے اندر پاکیزگی پیدا کرتا ہے**

پس خرچ کرنے والا آخری عمر میں جا کر اپنے خرچ سے تھک رہا ہو اس کی طبیعت پہ خرچ کی صورت میں زیادہ بوجھ پڑنے لگا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے خدا کی غلامی کی زنجیریں بھاری لگنے لگی ہیں اور وہیں سے اس کا سفر ترقی معکوس کی طرف الٹ جاتا ہے۔ پس مالی نظام سے وابستہ جماعت کو مالی نظام کی تقویٰ کی باریک راہوں پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے کیونکہ جو خدا کے دین کی ضرورت ہے، تحریک تو اس کی خاطر کی جاتی ہے، مگر وہ ضرورت پورا کرنا اس نظام کی پوری تصویر نہیں ہے۔ اس نظام کے پس منظر میں جو "سری" انعامات ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ اس سے زیادہ ہیں جو ضرورت کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بہت باریک نکات ہمارے سامنے رکھے ہیں اور ان سب کی بنیاد قرآن کریم کی آیات پر ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات پر ہے۔ اس لئے مالی نظام کا وہ پہلو تو ہمیں جماعت میں دکھائی دے رہا ہے جو ضرورت حقہ پوری کرتے وقت دکھائی دیتا ہے۔ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانے میں ایک ہی منفرد جماعت دنیا میں پیدا فرمائی ہے۔ جو خالصۃً للہ وہ قربانی کرتی چلی جاتی ہے جو دنیا کی نظر میں کمر توڑنے والے بوجھ ہیں۔ جو عام دنیا دار کے اوپر ڈالے جائیں خواہ وہ ٹیکس کی صورت میں ڈالے جائیں یا اور کسی بہانے سے تو تمام دنیا کا انسان اس نظام کے خلاف بغاوت کر دے اور دنیا کا امن برباد ہو جائے۔ انسان اتنے بوجھ اٹھا ہی نہیں سکتا خواہ قانون کی مجبوری سے بھی اٹھانے پڑیں۔ لیکن ایک جماعت ایسی ہے جو جتنا بوجھ اٹھاتی ہے اور زیادہ دل چاہتا ہے کہ اور بھی اس میں اضافہ کرتے چلے جائیں، اور نظریں ڈھونڈتی ہیں، اپنی جیبوں کی تلاش کرتی ہیں، اپنے عزیزوں کی جیبوں کی تلاش کرتی ہیں، بہانے ڈھونڈتی ہیں کس طریقے سے ہم کچھ خرچ کم کر دیں، کس طریقے سے محنت زیادہ کر کے کمائی زیادہ کریں تاکہ یہ ضرورت پوری ہو اور ہمارے دل کو چین نصیب ہو۔

تو یہ سفر جو ہے یہ عبودیت کی طرف عبد کا سفر ہے، عباد الرحمٰن کی جانب سفر ہے، جس کی تفصیل اس آیت میں ملتی ہے کہ پھر وہ خدا کے رنگ اختیار کر کے مخفی بھی خرچ کرتے ہیں اور جہراً بھی۔ اب مخفی کو پہلے رکھنا بتا رہا ہے کہ مخفی کو فوقیت دیتے ہیں۔ پس یہ بات جو میں نے بیان کی ہے کہ ان کا سفر مخفی نظام قربانی کو بڑھانے کی طرف ہے اور ظاہر کا نمبر بعد میں آتا ہے۔ یہ اس آیت کے کلمات کی ترتیب سے ظاہر ہے "سراً و جہراً" دل ان کا چاہتا ہے سراً کرنے کو۔ فوقیت دیتے ہیں "سر" کو لیکن مجبوریاں ہیں بعض دفعہ اگر "سر" ہی رہے تو سارے مومنین میں جو جذبے کو آگے بڑھانے کا نظام ہے اس میں کمزوری آ جائے گی۔ اور ان کا اعلان، ان کا جہر اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسرے مومنوں میں قربانی کا جذبہ بڑھانے کی خاطر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے نظام جماعت کو بعض دفعہ ان کے ذکر بھی کرنے پڑتے

مسیحیت ــ ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

معرکہ آراء انگریزی تصنیف:

Christianity - A journey from facts to fiction

کا اردو ترجمہ جنوری ۱۹۹۶ء سے ہفتہ وار الفضل انٹرنیشنل میں

بالاقساط شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ (مدیر)

KOLMAN

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

ہیں۔ اگر انفرادی طور پر نہ کیا جائے تو جماعتی طور پر کرنے پڑتے ہیں۔ اور جماعتی طور پر جب ظاہر کئے جاتے ہیں تو جماعت کی عمومی انا کو ضرور کچھ تسکین ملتی ہوگی مگر یہ وہ تسکین ہے جو اللہ کی خاطر قربانی کرنے کے احساس کے نتیجے میں ملتی ہے۔ اس لئے یہاں انا کی تسکین ناجائز نہیں بلکہ پر لطف بھی ہے اور جائز بھی ہے۔

وہ انفاق فی سبیل اللہ جو مخفی طور پر کیا جائے اس سے نفس کی بخیلی بہت زیادہ دور ہوتی ہے بہ نسبت اس انفاق سبیل اللہ کے جو ظاہر کر کے کیا جائے

مگر انفرادی طور پر اگر بار بار نام لئے جائیں جو بعض دفعہ کبھی کبھی لینے بھی پڑتے ہیں تو اس صورت میں خطرہ یہ ہے کہ اس فرد کی انا موٹی ہو جائے اور محض للہ تسکین نہ پائے بلکہ اس کی جو اپنے دکھاوے کی فطری تمنا ہے، اپنے آپ کو بڑا دکھانے کا جو جذبہ زندہ چیز میں پایا جاتا ہے وہ جذبہ موٹا ہو جائے اور اسی حد تک وہ خدا کے قرب سے محروم ہوتا چلا جائے۔ پس یہ سارے جو توازن ہیں ان کو برقرار رکھنا پڑتا ہے اور کبھی ایک پہلو پر زور دیا جاتا ہے کبھی دوسرے پہلو پر۔ مگر جہاں تک جماعتوں کی دوڑ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے اس میں کوئی قباحت کا پہلو نہیں ہے، کم از کم اب تک ہمیں کوئی قباحت کا پہلو دکھائی نہیں دیا۔ اس لئے پہلے تو بسا اوقات نام بھی لئے جاتے تھے مگر اب حتی المقدور میری کوشش یہی ہے کہ جماعتی موازنے کئے جائیں اور انفرادی موازنے نہ کئے جائیں۔ انفرادی موازنہ ہے ضروری لیکن ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے میرے خطبے کے اس پہلے حصے کا اس انفرادی موازنے سے تعلق تھا جو میں چاہتا ہوں آپ میں سے ہر ایک اور میں بھی، ہم سب ہمیشہ کرتے رہیں۔ اور وہ موازنہ ہے صفات حسنہ کا جو کامل تصور خدا تعالیٰ نے پیش فرمایا ہے یعنی ان عباد الرحمٰن کا جو عبد مملوک نہیں رہے، جو شیطان کی غلامی سے کامل طور پر آزاد ہو گئے ہیں، جن کی دولت، جن کی ملکیت ان کی غلام ہے۔ وہ نہ اپنی دولت کے غلام ہیں نہ اپنی ملکیت کے، نہ اپنی اولاد کے، نہ اپنے عزیزوں کے، نہ نفسانی خواہشات کے، وہ جب آزاد ہوتے ہیں تو پھر خدا کی راہ میں کیسے کیسے خرچ کرتے ہیں اس کی تفصیل قرآن کریم میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کی سیرت میں ملتی ہے۔ پس اس موازنے سے مراد یہ ہے کہ اپنا موازنہ ان مثالی تصویروں سے کرتے رہنا چاہئے اور یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ ہم زندگی کے سفر کے ساتھ ساتھ ان تصویروں کے قریب آ رہے ہیں یا ان سے دور ہٹ رہے ہیں۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں مالی قربانی کی تحریص کا تعلق ہے میں ایک دو اقتباسات حضرت اقدس کے پڑھ کے سناتا ہوں پھر وہ جو جماعتی موازنہ ہے وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

> "جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے اپنے اس مال عزیز کو ترک کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا ہے تب بخل کی پلیدی اس کے اندر سے نکل جاتی ہے"۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو دوبارہ غور سے سنیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ محض مالی قربانی کی بات نہیں کر رہے۔ آپ ایسی مالی قربانی کی بات کر رہے ہیں جس کا اثر بنیادی ضروریات تک پہنچتا ہے، جس کی آواز اس دکھ میں محسوس ہوتی ہے جو انسان اپنی ضرورت کی چیز قربان کرتے وقت ویسے محسوس کرتا ہے۔ وہاں تک جب تک قربانی کی دھمک نہ پہنچے اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس قربانی نے بخل کی ہر پلیدی کو اندر سے نکال پھینکا ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو محض سطحی نظر سے دیکھنے سے آپ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ بار بار پڑھنے کا اس لئے ارشاد ہے کہ غور کریں تو پھر آپ کو اس کا پیغام سنائی دینے لگے گا اور جب وہ روشن ہوتا ہے تو اس کے ساتھ دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ فرمایا:

> "اپنے اس مال عزیز کو ترک کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا ہے"۔

اکثر وہ امراء یا درمیانے درجے کے لوگ بھی جو روز مرہ کی زندگی کی ضرورتوں کے معاملے میں پریشان نہیں رہتے ان کے پاس کچھ مال بچ جاتا ہے۔ وہ جب مالی قربانی کرتے ہیں اس کے ثواب سے تو خدا ان کو کبھی محروم نہیں رکھے گا۔ اگر جذبے نیک ہیں تو اس کا ثواب ضرور عطا ہوگا۔ مگر ایک اور مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں کہ مالی قربانی سے جو نفس کی پاکیزگی کا تعلق ہے اس میں مالی قربانی کرتے وقت اس کا کچھ دکھ محسوس ہونا چاہئے تاکہ انسان سمجھے کہ میں نے تکلیف اٹھائی ہے مگر خدا کی خاطر اٹھائی ہے۔ یہ احساس ہے جو اس کے اندر پاکیزگی پیدا کرتا ہے۔ فرمایا اگر یہ ہو جائے تو "تب بخل کی پلیدی اس کے اندر سے نکل جاتی ہے" یعنی بخل ایک پلیدی ہے۔ بخل کی تعریف تو کئی طرح سے کی گئی ہے مگر یہاں بخل سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ ضرورت حقہ جس پر خرچ کرنا خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے اس ضرورت حقہ کو پوری کرتے ہوئے خواہ وہ اپنوں کی ہو یا غیروں کی ہو، جماعت کی ہو یا افراد کی ہو جو روک طبیعت میں پیدا ہوتی ہے اسے بخل کہا جاتا ہے۔ اور ضرورت حقہ کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے نفس کو کاٹ کر یا مار کر نہیں بلکہ اسی حد تک پوری کی جائے گی کہ غریب کی تکلیف میں بھی آپ شامل ہو جائیں اور آپ کی خوشیوں میں بھی وہ شامل ہو جائے اور دونوں طرح سے شراکت ہو۔ یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں۔ جب یہ ہوگا تو تمہارے نفس سے بخل کی پلیدی نکال باہر پھینکی جائے گی۔ فرماتے ہیں:۔

> "اور اس کے ساتھ ہی ایمان میں بھی ایک شدت اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے"۔

فرمایا ہے اس کے نتیجے میں ایمان چمک اٹھتا ہے اور اس کے اندر صرف قوت ہی نہیں بلکہ مضبوطی اور روشنی پیدا ہو جاتی ہے ایمان کی مضبوطی اور اس کی صلابت سے مراد یہ ہے کہ اس کے اندر سے ایک شعلہ نور اٹھتا ہے جو اسے زیادہ روشن کر دیتا ہے، زیادہ یقینی بنا دیتا ہے۔

پس یہ وہ مخفی فائدے تھے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ یہ "سر" کا پہلو ہے انفاق کا جو ظاہری انفاق کے علاوہ اپنے فیوض میں بھی "سر" رکھتا ہے وہ انفاق فی سبیل اللہ جو مخفی طور پر کیا جائے اس سے نفس کی بخیلی بہت زیادہ دور ہوتی ہے بہ نسبت اس انفاق فی سبیل اللہ کے جو ظاہر کر کے کیا جائے۔ کیونکہ مخفی انفاق کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں رہا۔ مخفی انفاق تو ایسے ہے جیسے کہتے ہیں "جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا" خوب صورت تو لگتا ہوگا لیکن دیکھا ہی کسی نے نہیں تو کیا فرق پڑتا ہے ناچا یا نہ ناچا۔ ایسی کیفیت میں جب انسان مالی قربانی کرتا ہے تو تب خدا اسے دیکھتا ہے حالانکہ سب کو دیکھ رہا ہے مگر ایک حسن پر جب نگاہ پڑتی ہے تو اور طرح سے پڑتی ہے۔ آپ بھی تو رستہ چلتے ہر جگہ دیکھ رہے ہیں۔ سفر کرتے ہیں تو دیکھ رہے ہیں مگر وہاں نگاہ پڑتی ہے جہاں حسن آپ کو کھینچتا ہے، کسی موڑ پر کوئی خوبصورت وادی دکھائی دے تو وہ دیکھنا اور ہے اور ویسے سارا راستہ دیکھتے ہی تو جا رہے ہیں۔ اگر سوئے نہیں ہوتے تو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ تو ان معنوں میں خدا دیکھتا ہے کہ جہاں اس کو اپنا کوئی عبد مملوک دکھائی دے اس کی کوئی خوبصورتی چمک اٹھے تو تب اس پر نظر پڑتی ہے پس ایسا بندہ جو "سر" میں خرچ کرتا ہے اور اس حالت میں دنیا کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے، دیکھنے والا خدا کے سوا کوئی نہیں رہتا تب خدا اسے کئی طرح سے دیکھتا ہے۔ ایک تو اس طرح جیسے میں نے بیان کیا دوسرے اس طرح کہ جب میری خاطر اس نے چھپا لیا اس کو کوئی دیکھنے والا نہیں تو میں اور میرے فرشتے اس کو دیکھیں گے اور اس نظر کی جو قدر و قیمت ہے اور اس کا جو فیض ہے وہ بھی اپنی ذات میں منفرد ہے۔ وہ انسان کے دیکھنے سے نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے فیض میں پھر نفس کی پلیدیاں دور ہوتی ہیں۔ خدا کی نظر مزکی ہے۔ خدا کا اپنے بندے کے حال کو دیکھنا جو کہ اس کے پیار میں ایک ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف حرکت کر رہا ہے وہ انسانی روح اور اس کی فطرت جو خدا کی خاطر سجتی ہے اسے پھر خدا اور نظر سے دیکھتا ہے اور وہ نظر خود اس کے سنگھار کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ اس کی پلیدیاں دور کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ یہ کوئی فرضی مضمون نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ ساری زندگی کا یہ تجربہ تھا کہ جب خدا دیکھ رہا ہو تو اس کے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ایسی بات لکھتے ہیں تو اس کے پیچھے ایک زندگی کے تجربے کا مضمون ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ وہ نظم نہیں آپ نے پڑھی۔ بارہا پڑھی یا سنی ہے "سبحان من یرانی" اب یہ کوئی جھوٹا سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ مصرعہ لگائے، ٹیپ کا مصرعہ بنائے "سبحان من یرانی" اس لئے کہ اس "یرانی" کے اندر جب بھی آپ اس کو دہراتے ہیں ایک نیا لطف محسوس کرتے ہیں اور اس خدا کی نظر کا ایک لمبا تجربہ ہے۔ پس جہاں بھی خدا کے دیکھنے کا مضمون پیدا ہوتا ہے اس میں یہ پس منظر بھی ضرور اس کے پیچھے جلوے دکھا رہا ہے خواہ آپ گہری نظر سے اسے نہ بھی دیکھ سکیں مگر ہوتا ضرور ہے۔

پس دیکھنے کا جو مضمون ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے میں اس کی بات اب کر رہا ہوں اس موقع پر وہ چسپاں ہوتا ہے۔ جب ایک انسان خدا کی خاطر "سر" کے ہاتھ سے کچھ خرچ کرتا ہے اس وقت خدا کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ جب خدا دیکھتا ہے تو پھر ایسے آثار ظاہر فرماتا ہے کہ ایسا بندہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ میں خدا کی نظر میں ہوں۔ اور جو کسی ایسے وجود کی نظر میں ہو جس کی عظمت دل پر چھائی ہو، جس کے سامنے انسان کو اچھا بننے کی تمنا ہو تو لازم ہے کہ وہ پھر سنگھار کرے گا۔ اگر بیوی ہے جس کی طرف اس کے خاوند کی اگر اس سے اس کو پیار ہے، توجہ ہے تو ہر توجہ اس کو اپنی کوئی کمزوری دور کرنے کی طرف متوجہ کرے گی۔ کوئی داغ ہے وہ اسے دور کرے گی۔ کوئی خوب صورتی نہیں ہے وہ زائد اس پر پیدا کرنے کی کوشش کرے گی۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا کہ اس کی پلیدیاں دور ہوتی ہیں اور حسن میں

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740

RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

اضافہ ہوتا ہے۔

اگر اس مضمون کو اس طرح نہ سمجھیں تو مال خرچ کرنے سے کیوں پلیدیاں دور ہوئیں، کیوں حسن میں اضافہ ہوا، اس کی سمجھ نہیں آسکتی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ دونوں حالتیں مذکورہ بالا جو پہلے اس سے ہوتی ہیں ان میں یہ پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایک چھپی ہوئی پلیدی ان کے اندر رہتی ہے"۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کی خوشنودی کے لئے دینا یہ کسب خیر ہے جس سے نفس کی ناپاکی جو سب ناپاکیوں سے بدتر ہے یعنی بخل دور ہو جاتا ہے"۔

مالی نظام محض جماعتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہر اس فرد کی روحانی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہے جو اس مالی نظام میں حصہ لیتا ہے

اب بخل کو سب ناپاکیوں سے بدتر قرار دیا ہے۔ یہ بھی بہت ہی گہرا مضمون ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ بخل ہر فیض سے انسان کو محروم کر دیتا ہے کیونکہ اللہ سے تعلق توڑ دیتا ہے۔ خدا سے تعلق کے قیام کے لئے قرآن نے انفاق فی سبیل اللہ ضروری شرط بیان کی ہے۔ کیونکہ خدا اپنے بندوں پر ویسے ہی مہربان ہوتا ہے یا ان سے صرف نظر فرماتا ہے جیسے وہ اس کے بندوں سے کرتے ہیں یا اس کے دین سے کرتے ہیں۔ جو شخص خدا کے دین کے لئے بخیل ہو گا، جو شخص خدا کے بندوں کے لئے بخیل ہو گا، ضرورت مندوں کے لئے بخیل ہو گا اللہ اسی حد تک اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ اور "ان عند ظن عبدی بی" کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ میں اپنے بندے کے اس ظن کے مطابق ہو جاتا ہوں جو وہ میرے متعلق کرتا ہے۔ اگر وہ ظن خیر ہے تو خود بھی ویسا ہی بنے گا۔ اگر وہ ظن بد ہے تو وہ خود بھی ویسا ہی بن رہا ہو گا تو اللہ اس سے ویسا ہی سلوک کرنے لگ جاتا ہے۔ پس اگر وہ بخیل ہے تو اسی حد تک اپنے فیض کا ہاتھ اس سے روک لیتا ہے تبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ہر پلیدی سے بدتر اور بدبخت پلیدی بخل ہے کیونکہ جو فیض کے لافانی چشمے سے محروم رہ جائے اس سے زیادہ پلید اور کیا چیز ہو گی۔ اس میں تو کچھ بھی نہیں رہتا سوائے گند کے۔

پس مالی نظام محض جماعتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہر اس فرد کی روحانی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہے جو اس مالی نظام میں حصہ لیتا ہے۔ اور مالی نظام میں اس کی روح کو سمجھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو "سرا"، جہاں تک ممکن ہو جہراً بھی حصہ لینے کے نتیجے میں جو فیض جماعت پاتی ہے اس پر ہر فرد جماعت گواہ ہے۔ اتنے مختلف طریق سے یہ فیض عطا ہوتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے اور اس طرح خدا ان کو بعض دفعہ گنتی کر کر کے ان کی قربانیاں واپس کرتا ہے اس لئے نہیں کہ خدا زیادہ دے نہیں سکتا اس لئے کہ فوراً زیادہ دیا جائے تو ان کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ کیوں ملا ہے۔ مگر ایک شخص ہے جس نے اپنی جمع شدہ پونجی میں سے کل کی کل پیش کرنے کا فیصلہ کر دیا جب کہ دوسری ضروریات تھیں مثلاً چار ہزار دو سو بائیس مارک تھے غالباً یہی تعداد تھی، Figure تھی۔ اس نے کہا میں نے اب دے دینا ہے ورنہ پھر کوئی پتہ نہیں کہاں چلا جائے۔ اور اس کے بعد اس کو ایک ایسی رقم ملتی ہے جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہیں تھا اور وہ شمار کرتا ہے تو بعینہ چار ہزار دو سو بائیس مارک بنتی ہے۔ اب کوئی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے میں بڑھا کے دیتا ہوں تو یہ کیوں دیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بڑھانے کا مضمون بھی سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مال جب بڑھایا جاتا ہے۔ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ دیا جاتا ہے تو خوشی ہی تو بڑھائی جاتی ہے اور اس میں کیا چیز ہے۔ اگر مال بڑھے اور خوشی نہ ہو تو مال جیسا بڑھا ویسا نہ بڑھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے بندوں کو اور کن بندوں کو کس طرح زیادہ خوشی پہنچا سکتا ہوں۔ ایسا شخص جس کو یہ علم ہو جائے کہ اللہ کے علم میں آچکا ہوں اور اس نے مجھے بتانے کے لئے مجھ سے یہ احسان کا سلوک کیا ہے وہ تو چھلانگیں مارتا پھرتا ہے۔ اس کو تو اگر چار لاکھ مارک بھی مل جاتے تو ایسی خوشی نصیب نہ ہوتی جیسی اس طرح خوشی نصیب ہوئی کہ اللہ کی خاطر میں نے قربانی کی، اللہ نے مجھ پر نظر فرمائی اور دیکھو کس طرح مجھے بتا بھی دیا کہ تمہاری قربانی رائیگاں نہیں جاتی، میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ وہ دیکھنا ہے جو "سر" والوں کو نصیب ہوتا ہے اور یہ وہ دیکھنا ہے جو بتاتا ہے کہ "سر" تو تم کرتے ہو خدا کی خاطر مگر خدا سے کوئی "سر" نہیں ہے۔ اس کی نظر ہر جگہ پہنچتی ہے، ہر تاریک گوشے پر بھی پڑ رہی ہے اور یہ جو عطا ہے یہ سب سے بڑی عطا ہے اور نفس کی پلیدیاں دور ہونے کا ایک سلسلہ ہے جو شروع ہو جاتا ہے۔ جس آدمی کو یہ احساس ہو جائے کہ اللہ مجھ سے پیار کرتا ہے لازم ہے کہ وہ پھر اپنے لئے پاکیزگی کے رستے تلاش کرے، اپنے آپ کو پاکیزہ تر کرنے کی کوشش شروع کر دے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو سمجھیں تو مالی قربانی کسی بھی مقام پر بوجھ محسوس نہیں ہو گی۔ اور جتنی بھی زیادہ تحریکیں ہوں گی آپ کو اور زیادہ خوشی محسوس ہو گی۔ اگر للہ دے رہے ہوں اور ہر توفیق پر آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ پس دیکھیں کس طرح بے اختیار یہی آیت اس کے بعد فرماتی ہے "فھو ینفق منہ سرا و جھرا ھل یستون"۔ کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں۔ "الحمد للہ" یہ جو الحمد للہ ہے یہ وہی الحمد کا مضمون ہے جو کھول کر آپ کے سامنے رکھا ہے۔ بے اختیار ایسا شخص جس کو اپنے اندر اور عبد مملوک کے درمیان فرق محسوس ہو جاتا ہے، جو خدا کے مملوک ہونے کا فیض پاتا ہے جانتا ہے یہ مائدہ اس پر اترا ہے۔ اس کے منہ سے تو بے اختیار الحمد للہ نکلتی ہے اور اللہ نے اس کی جگہ یہی فرما دیا ہے۔ فرماتا ہے تمہارے دلوں کا حال میں جانتا ہوں جب یہ فرق ہو گا تو حمد میں ڈوب جاؤ گے، تمہاری زندگی کا ذرہ ذرہ اللہ کی حمد بن جائے گا "بل اکثرھم لا یعلمون" لیکن افسوس کہ اکثر کو پتہ ہی نہیں کہ کیا نیکیاں ہیں، کیا خیرات ہیں، کیا لطف کے قصے ہیں جن کی ان کو کانوں کان خبر نہیں ہے۔

پس تحریک جدید کی قربانی ہو یا دوسرے اموال کی قربانی یہ درست ہے کہ جوں جوں ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں اور خدا کے انعامات زیادہ نازل ہو رہے ہیں، مالی ضرورتیں بڑھتی چلی جارہی ہیں ان کو پورا کرنے کی خاطر ہی آپ دیں گے مگر دیں اس طرح جس طرح قرآن نے فرمایا ہے۔ اس روح کے ساتھ دیں جس کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روشنی ڈالی ہے تو آپ کی مالی قربانیاں دنیا میں بھی پھلیں گی اور آخرت میں بھی پھلیں گی اور آپ کے لطف تو بڑھتے چلے جائیں گے اور جو تکلیفیں خدا کی خاطر آپ اٹھاتے ہیں ان میں لذت آنی شروع ہو جائے گی۔ پس جس کی تکلیفیں بھی خوشیاں ہوں اس سے زیادہ کامیاب اور کون ہو سکتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اس مضمون کی گہرائی تک ہمیں اس پر عمل کرنے کی استطاعت بخشے۔

اب مختصر وقت میں میں موازنہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ الحمد للہ کہ تحریک جدید دفتر اول کا اکسٹھواں سال اب ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ختم ہوا ہے اور اب باسٹھواں سال طلوع ہو رہا ہے۔ پہلے میں دفتر اول، دفتر دوم، دفتر سوم، دفتر چہارم کے سالوں کے متعلق یہ کہا کرتا تھا مگر میں نے سوچا ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کے دماغ Confuse سے ہو جائیں گے۔ دفتر خواہ چار ہوں یا پانچ ہوں سال ایک ہی ہے جو اکٹھا طلوع ہوتا ہے، اکٹھا ختم ہوتا ہے۔ دفتر سے مراد صرف اتنا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ۱۹۳۴ء میں پہلی بار تحریک میں شمولیت اختیار کی تھی اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک زندہ ہیں ان کے اکسٹھ سال پورے ہوئے اور باسٹھواں سال شروع ہونے والا ہے۔ یہ دفتر اول ہے۔ جنہوں نے دس سال کے بعد یا بیس سال کے بعد اس کی تفصیل اب مجھے یاد نہیں مگر مختلف وقتوں میں مختلف دفاتر کا اضافہ ہوا ہے، شمولیت اختیار کی ان کا سال تو اکٹھا ہی ختم ہو گا لیکن ان کی قربانی کا سال اکسٹھواں نہیں بلکہ چونتیسواں یا پچیسواں یا جو بھی صورت ہو وہ سال ختم ہو گا اور ایک نئے سال میں داخل ہوں گے۔ پس چاروں دفاتر جو مختلف وقتوں میں جاری ہوئے ان سب کا تحریک جدید کا سال اس ماہ اکتوبر میں ختم ہوا اور اب نومبر سے نیا سال شروع ہو رہا ہے۔

اس ضمن میں تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قدم ترقی کی جانب ہے اور پہلے سے بڑھ کر مالی قربانیاں پیش کی جارہی ہیں۔ یہ موازنے جب پیش کئے جاتے ہیں تو بعض سنکی مزاج لوگ اس قسم کے خط لکھتے ہیں کہ آپ کے اعداد و شمار میں صحیح تصویر ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ آپ نے Inflation کو نظر انداز کر دیا اور آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اس روپے کی قیمت پچھلے سال کتنی تھی اور اس سال کتنی ہے۔ اگر میں یہ بتانے لگ جاؤں تو ایک سو پچاس ملکوں کی Inflation کے تذکرے میں کئی خطبے خرچ ہو جائیں گے۔ عام باتیں ہر آدمی کو سمجھ ہے اس کے لئے کسی بڑے اکانومسٹ کی ضرورت نہیں۔ مہنگائی کا احساس تو وہ ہے جو غریب سے غریب، نادان سے نادان کو بھی ہے بلکہ اس کو زیادہ ہے۔ کیا جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ ہم مصیبت میں مبتلا ہیں، مہنگائی ہو رہی ہے۔ اس لئے کسی کو غلط فہمی نہیں ہو رہی کہ ہم نے اپنی ترقی کے اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے گویا دنیا کو دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے سوائے ایسے شخصوں کے کوئی دھوکے میں مبتلا نہیں۔ سب کو پتہ ہے کیا ہو رہا ہے۔

اور دوسرا ایک بات یہ بھول جاتے ہیں، ان کو وہم ہے شاید یعنی ایک آدمی نہیں کئی لکھتے ہیں، ایسے لوگوں کو شاید یہ واہم ہے کہ جس ملک میں Inflation ہو گی، مہنگائی ہو گی اسی نسبت سے ہر شخص کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے جب تک مہنگائی کا خانہ رکھتے ہوئے اس سے زیادہ چندہ نہ دے گا اس وقت تک اس کی قربانی کو اگلا قدم نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی بالکل نادانی ہے۔ بسا اوقات مہنگائی ہوتی ہے اور

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

آمدنیں اس رفتار سے نہیں بڑھ رہی ہوتیں ورنہ وہ مہنگائی تو کوئی مہنگائی نہیں ہے جس کے ساتھ ساتھ آمدنیں بھی اسی رفتار سے بڑھ رہی ہوں۔ ہمیشہ وہ مہنگائی چٹکیاں لیتی ہے جس مہنگائی کے ساتھ آمد کی رفتار ویسی نہ ہو۔ پھر لوگ شور مچاتے ہیں حکومت پھر جاکر کہیں تنخواہوں میں اضافے کر دیتی ہے۔ کچھ غریب ہیں جن کی مزدوری اتنی ہی رہتی ہے بے چاروں کی۔ لیکن جن کے اضافے ہوتے ہیں وہ بھی اتنے نہیں ہوتے جتنی مہنگائی بڑھ رہی ہوتی ہے۔ تو جب ملک غربت کی طرف سفر کر رہے ہوں اس کے باوجود قربانی زیادہ ہو رہی ہو تو قابل فخر ہے اور مومنوں کے لئے اس فخر میں انکساری کا پہلو بھی شامل ہے۔ اور بھی زیادہ وہ خدا کے حضور تشکر سے جھکتے ہیں کہ تو نے ہمیں آگے قدم بڑھانے کی توفیق بخشی۔

پس اس قسم کے اقتصادی سبق مجھے نہ دیا کریں۔ مجھے علم ہے میں نے وقف جدید میں اس کثرت سے مختلف پہلوؤں سے چارٹ بنائے تھے جن سے حقیقی قدم آگے بڑھنے یا نہ بڑھنے کے پہلو کے اوپر ہر طرح سے روشنی پڑتی تھی اور جو ماہرین اقتصادیات آ کے دیکھتے تھے کبھی انہوں نے ایک بھی ایسا اشارہ نہیں کیا کہ یہ بھی ہو جائے تو اور بہتر ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل سے ایک نظر سے آپ کمرے میں گھوم جائیں۔ آپ کو سب کچھ پتہ چل جائے گا۔ مگر اس غرض سے نہیں تھا کہ ساری جماعت میں یہ تفصیلیں پیش کی جائیں۔ اس غرض سے تھا کہ میری نظر رہے کہ جب ہمارا چندہ بڑھتا ہے تو عملاً کیا ہوا ہے۔ اور آسان بات دیکھنے والی صرف یہ ہے جو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اس کو چارٹوں کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ جماعت کے کام ترقی پذیر ہیں کہ نہیں۔ جماعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات پورے ہو رہے ہیں کہ نہیں۔ اگر بڑھتے ہوئے اخراجات پورے ہو رہے ہیں اور اخراجات بڑھ رہے ہیں اور پورے بھی ہو رہے ہیں تو یہ کہنا کہ شاید Inflation کی وجہ سے دھوکہ لگ گیا ہو جماعت نے زیادہ قربانی نہیں کی، نہایت ہی بے وقوفی کی بات ہے۔ آمد کا بڑھنا خرچ سے تعلق رکھتا ہے اگر بڑھتے ہوئے خرچ پورے ہو رہے ہیں تو لازماً آمد بڑھ رہی ہے۔ کوئی اقتصادیات کا ماہر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ فرضی آمد بڑھائی گئی ہے۔ جب حقیقی ضرورت پوری ہوگی تو آمد کیسے فرضی ہو جائے گی۔

> **تحریک جدید کی قربانی ہو یا دوسرے اموال کی قربانی یہ درست ہے کہ جوں جوں ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں اور خدا کے انعامات زیادہ نازل ہو رہے ہیں مالی ضرورتیں بھی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ان کو پورا کرنے کی خاطر ہی آپ دیں اس طرح جس طرح قرآن نے فرمایا ہے**

پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشی ہے کہ گزشتہ سب سالوں پر جن پر میری نظر ہے ہمیشہ ترقی ہوئی ہے۔ ایک بھی سال ایسا نہیں آیا کہ ہمارے خرچ رک جائیں اور ہمیں ہاتھ کھینچ کر اس لئے خرچ کرنا پڑے کہ آمد پیچھے رہ گئی ہے۔ خواہشات کے مقابل پر تو ہاتھ کھینچنے پڑتے ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں۔ زیادہ کی خواہش تو ہمیشہ رہتی ہے۔ مگر جو خرچ گزشتہ سال ہوئے تھے اس کے مقابل پر کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ خرچ پورے نہ ہو سکے ہوں بلکہ اس سے زیادہ خرچ پورے ہوتے ہیں۔ پس اعداد و شمار جو بھی بولیں یہ حق گواہی دیتے ہیں کہ جماعت کی قربانی کا قدم آگے کی طرف ہے اور پھر الحمدللہ کا مضمون ہے جو دل سے بے اختیار اٹھتا ہے۔

اس ضمن میں خلاصہ یہ ہے کہ جواب تک ستر (۷۰) ممالک کی رپورٹیں ملی ہیں ان کے مطابق وعدہ جات چھ کروڑ باون لاکھ انچاس ہزار تھے اور وصولی چھ کروڑ پانچ ہزار دو صد چار روپے ہے۔ وصولی اگرچہ تھوڑی ہے لیکن یہ تحریک جدید کا دستور ہے کہ جب ہمیں رپورٹیں پہنچتی ہیں تو اس وقت اور سال ختم ہونے کے درمیان بہت سی وصولیاں ہیں جو چلی ہوئی ہیں اور وہ رپورٹ بنانے والے سیکرٹری کے علم میں اس وقت نہیں ہوتیں۔ اس لئے حقیقی رپورٹ بنتی ہے ۱۵ دن یا ایک مہینے کے بعد اور اس رپورٹ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیشہ خدا کے فضل سے وعدوں سے وصولیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اس لئے جو تھوڑی سے کمی دکھائی دیتی ہے اس میں پریشانی کی بات نہیں۔ کرنسی جو ہم نے اس کو سٹرلنگ میں تبدیل کیا ہے اس حساب سے تیرہ لاکھ اکتیس ہزار چھ صد بیس پاؤنڈ کے وعدے تھے اور بارہ لاکھ چوبیس ہزار پانچ صد چھیانوے پاؤنڈ کی وصولیاں ہیں۔ ان میں جو کمی ہے وہ زیادہ تر مشرقی ممالک کی ہے۔ جہاں تک مغربی ممالک کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب میں اب تک کی وصولی کی اطلاع کے مطابق وعدوں سے ہر جگہ وصولی بڑھ گئی ہے۔ اس سے جماعت کی قربانی کے ساتھ اس کے ولولے کا بھی پتہ چلتا ہے اور غریب ممالک میں کچھ یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ وعدے کئے تھے اس وقت حالات بہتر تھے بعد میں حالات گر گئے۔ کچھ یہ بھی ہوتا ہے کہ نظام مواصلات کمزور ہے دیر کے بعد اطلاعیں ملتی ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں ٹیلی فون بھی نہیں ہوتے تو اس لئے زیادہ تر جو کمی ہے وہ ان علاقوں میں ہے اور جہاں سے فوراً خبریں ملتی ہیں وہاں صورت حال بہت بہتر ہے۔

تعداد مجاہدین کے لحاظ سے بھی یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ہم اس پر نظر رکھیں کیونکہ اگر کوئی ایک آنہ بھی خدا کی راہ میں دینے والا پیدا ہو جس کو پہلے عادت نہیں ہے اور آنہ بھی تکلیف دے رہا ہے تو اس کی اصلاح کا بھی آغاز ہو گیا۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ اب یہ شرطیں بھول جائیں کہ چھ روپے یا بارہ روپے یا چوبیس روپے کم سے کم چندہ ہے۔ مجھے اس ظاہری فائدے کی ضرورت تو ہے جماعت کی خاطر مگر زیادہ میری نظر اور حرص اس مخفی فائدے میں ہے جو مالی قربانی سے وابستہ ہے۔ اور نئے آنے والے خصوصیت سے جو آٹھ لاکھ چالیس ہزار سے زائد کی تعداد میں پچھلے سال آئے تھے اگر آپ نے ان سے کچھ کچھ مالی قربانی وصول نہ کرنا شروع کی تو ان کی تربیت کے آپ اہل نہیں رہیں گے۔ اس لئے کوشش کریں کہ وہ آٹھ لاکھ کے آٹھ لاکھ مگر آٹھ لاکھ تو اس طرح شامل نہیں ہو سکتے، اس میں بچے بھی شامل تھے، نہ کمانے والے بھی تھے، مگر یہ شرط لگائیں کہ آٹھ لاکھ کا وہ فعال حصہ جو غریب ہے تو اپنی غریبانہ معیشت کے ذریعے وہ اپنی ضرورت پوری کر رہا ہے وہ بھی دین کی ضرورتیں پوری کرنے میں کچھ نہ کچھ حصہ لے خواہ تھوڑا ہی ہو۔ اور شروع میں اتنا صرف لیا جائے جو وہ بشاشت سے دے سکے اور اس بشاشت کی خیر سے وہ پھر آگے جاکر اور زیادہ فیوض حاصل کرے گا، اس کو اور زیادہ قربانیوں کی توفیق ملے گی، اس کا دین سنورے گا، اس کی وابستگی کا احساس زیادہ مضبوط ہوگا، اس کے ایمان میں جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا صلابت پیدا ہو جائے گی۔

پس تحریک جدید کے جو شامل ہونے والے اعداد و شمار ہیں وہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ابھی اس پہلو سے بہت سا خلا ہے۔ جب سے بار بار ہدایت کی گئی ہے جماعت نے ترقی تو بہت کی ہے اور اس سال خدا کے فضل سے مجاہدین کی تعداد ایک لاکھ سڑسٹھ ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ اکیاسی ہزار دو سو انتیس ہو چکی ہے۔ اور یہ چندہ دہندگان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی خوش کن ہے۔ کیونکہ اگرچہ بہت بڑی جماعت ابھی خالی پڑی ہوئی ہے لیکن ان میں ابھی بہت سے تربیت کے کام کرنے والے ہیں، ان کو عادت بنانی ہے اور تحریک جدید کے چندے سے پہلے کچھ نہ کچھ ہمیں بنیادی چندہ ضرور وصول کرنا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر طوعی چندے چل نہیں سکتے۔ پس اس لحاظ سے میرا نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ نئے آنے والوں کو ضرور شامل کریں۔ اس میں رعایت ان کو دے دیں میری طرف سے اجازت ہے سولھواں حصہ کی شرط بے شک نہ لگائیں۔ مگر جب وہ پورا اس بات کا شعور حاصل کر لیں اور ان کو اس بات کا لطف آئے کہ ہم باقاعدہ جماعت کے چندہ دہندہیں اور مالی نظام میں شامل ہو گئے ہیں پھر طوعی تحریکات کر کے اس تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اس طرح انشاءاللہ بہت کثرت کے ساتھ تحریک جدید، وقف جدید وغیرہ میں لوگ شامل ہونگے اور جتنا زیادہ ان کو چندے کی عادت پڑے گی اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے وہ برکتیں حاصل کریں گے اور اس کے قرب کے نشان دیکھیں گے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مالی قربانی کرنے والوں کو خدا اس نعمت سے محروم رکھے۔

خلاصۃً اب صرف فہرست پڑھ دیتا ہوں۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت جرمنی کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ وہ دنیا بھر کی جماعتوں میں تحریک جدید کے چندے میں اول آئی ہے اور جو لازمی چندے ہیں ان میں بھی اول آئی ہے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

صوبیدار خوشحال خان صاحب (شہید)

(صوبیدار عبدالغفور خان، پشاور)

میرے والد محترم جناب صوبیدار خوشحال خان صاحب شہید موضع مینی (ٹوپی جماعت) صوبہ سرحد کو ایک رؤیا کی بناء پر احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رؤیا دیکھی کہ ایک بڑا مجمع ہے جس سے ایک بہت نورانی شخصیت مخاطب ہے اور وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے ہیں۔ ان کی زبان اردو/ پنجابی ہے۔ میں بھی اس میں شامل ہو کر سنتا رہا۔ جب تقریر ختم ہوئی تو اس نورانی شخصیت نے آواز دی "خوشحال ادھر آؤ" میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ کسی اور آدمی کا نام خوشحال ہوگا اس کو بلایا ہوگا مجھے یہ کیسے پہچانتے ہیں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اس بزرگ نے پھر آواز دی "خوشحال خان ادھر آؤ" میں نے پھر ادھر ادھر دیکھا کہ کسی اور کو بلایا ہوگا مگر تیسری بار اس بزرگ نے آواز دی "خوشحال خان افغان ادھر آؤ" اور ساتھ میری طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ چنانچہ میں خوشی سے پھولا نہ سمایا اور بھاگ کر ان کے پاس پہنچا۔ اس بزرگ نے مجھے بغل میں پکڑ کر فرمایا چلو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں چلیں۔ چنانچہ میں اسی طرح ان کے بغل میں ساتھ چل پڑا اور سارا مجمع بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑا چلنے کے بعد ہم ایک چمکتے ہوئے تخت تک پہنچے جس پر رسول کریم ؐ تشریف فرما تھے۔ جس سے ایسی نور کی چمکتی شعاعیں نکل رہی تھیں کہ آنکھیں دیکھنے کی تاب نہیں لا رہی تھیں۔ میرا جسم پسینہ سے تر تھا اور بدن پر لرزہ طاری تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کہ رسول کریم ؐ کا دیدار ایک بزرگ نورانی شخصیت کے ذریعہ نصیب ہوا۔ میرے والد صاحب پیر کوٹھے والے حضرت سید امیر صاحب کے مریدوں میں سے تھے۔ جن کے ذریعہ یہ خوش خبری ملی تھی کہ امام مہدی پیدا ہو گیا ہے اس کی زبان پنجابی ہے۔ مگر ابھی اس نے دعویٰ نہیں کیا جس کے انتظار میں لوگ دن رات دعائیں کرتے رہتے تھے۔

میرے والد صاحب فوج میں تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں مڈل ایسٹ کے محاذ پر جنگ میں چلے گئے۔ جنگ کے خاتمہ پر عمرہ و حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ واپس آنے پر مردان میں جہاں ان کی پلٹن تھی خوش قسمتی سے مکرم قاضی محمد یوسف صاحب کے ساتھ ان کا تعارف ہوا اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب موضع ٹوپی، جن کے ساتھ پہلے سے تعلقات ملنا جلنا تھے اور جنہوں نے احمدیت قبول کی تھی کے زیر تبلیغ ہوئے۔ ان سب کو والد صاحب کے اس خواب کا علم تھا۔ چنانچہ ان سب کی تحریک سے والد صاحب کو بتایا گیا کہ امام مہدی ؑ وفات پا گئے ہیں۔ ان کے پہلے خلیفہ نورالدین صاحب ؓ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اب خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا زمانہ ہے تم جا کر دیکھ تو لو۔ ان دنوں میرا ایک بھائی ٹانگے کے نیچے آکر سخت زخمی ہو گیا تھا جس کے بچنے کی امید بھی نہیں تھی مگر میرے والد صاحب ان بزرگوں کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو والد صاحب نے فرمایا یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے رسول کریم ؐ سے ملایا تھا۔ چنانچہ اسی وقت بیعت کر لی۔

ملاقات کے وقت والد صاحب نے حضور کو بتایا کہ حضور میرے آٹھ دس پشتوں سے ایسا سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ دو بیٹے پیدا ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک لاولد مر جاتا ہے اور دوسرے کے دو بیٹے پیدا ہوتے ہیں پھر ان میں ایک لاولد۔ اس طرح میرا (میرے والد صاحب کا) دوسرا بھائی لاولد فوت ہو گیا ہے۔ اب میرے دو بیٹے ہیں ان میں سے ایک بیٹا تانگے کے نیچے آ گیا ہے جس کو موت و حیات کی کشمکش کی حالت میں چھوڑ آیا ہوں۔ دعا فرمائیں میرا بیٹا صحت یاب ہو جائے اور ہمارا سلسلہ (پیڑی) بدل کر زیادہ اولاد عطا فرمائے۔ حضور نے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کو صحت عطا فرمائے گا اور کثیر اولاد عطا فرمائے گا۔ چنانچہ جب والد صاحب واپس گاؤں آئے تو خدا کے فضل سے میرا وہ بھائی دن بدن تندرست ہوتا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ۸۲ سال تک عمر عطا فرمائی اور کثیر اولاد عطا فرمائی۔ اس طرح میرے تمام بھائی بہنوں کو خدا کے فضل سے اسی نوے سال تک عمریں عطا فرمائیں اور سب کو نیک اور صالح اولاد عطا فرمائی۔ میرے نو بھائی اور دو بہنیں والد صاحب کی شہادت کے وقت زندہ موجود تھیں۔ میرے دو بھائی کرنل ہوئے اور بھتیجوں میں تین میجر، ایک کرنل، ایک بریگیڈئر اور بہت سے سول ملٹری عہدوں پر ہیں۔ آج ان کی اولاد کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

والد صاحب بتاتے تھے کہ ہماری چونکہ افرادی طاقت نہ ہونے کے برابر تھی ہمارے تربوروں نے زبردستی ہماری جائیداد پر قبضہ کر کے ہمارے دادا کو علاقہ بدر کیا تھا۔ چنانچہ والد صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو فوج میں بہت اچھی کارکردگی کی وجہ سے انگریز آفیسرز کی مدد سے مقدمہ کیا۔ ساری جائیداد واپس ہوئی اور والد صاحب وطن واپس آئے۔ اور جس ظالم نے ہماری جائیداد پر زبردستی قبضہ کیا تھا وہ غم کے مارے دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گیا۔ والد صاحب پنشن پر آئے تو احمدیت کی مخالفت بہت زوروں پر تھی۔ احمدیوں کے خلاف جلسے جلوس اور بائیکاٹ روزانہ کا معمول تھا۔ مگر صبر اور حوصلہ سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر تمام تکلیفیں برداشت کرتے رہے۔ موضع ٹوپی میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف چونکہ امیر جماعت تھے، ٹوپی میں نماز جمعہ ادا کرنے تین میل کا راستہ طے کر کے جاتے۔ ان سے جماعت اور احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کر کے واپس گاؤں آتے۔ چنانچہ مخالفت میں شدت کم نہ ہوئی۔

میرے والد صاحب ہر جلسہ پر قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کے ساتھ اپنی فوجی وردی اور تمغے سجا کر حفاظت کی ڈیوٹی ادا کرتے۔ آخر میں جوبلی والے جلسہ پر جب قادیان تشریف لائے تو خاکسار ان دنوں ہائی سکول میں پڑھ رہا تھا اور بورڈنگ تحریک جدید میں تھا تو والد صاحب کی صحت ایسی نہیں رہی تھی کہ پانچ چھ گھنٹے حضور کے ساتھ کھڑے ہو کر ڈیوٹی دے سکیں۔ والد صاحب نے حضور سے عرض کی کہ میں

اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو حضور نے ازراہ شفقت ایک کرسی اپنے ڈائس کے سامنے سٹیج پر رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ والد صاحب نے اس کرسی پر بیٹھ کر حفاظت کی ڈیوٹی سرانجام دی۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ آرزو رہی کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔

میرے والد صاحب ایک دن مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۴۲ء بروز جمعہ ٹوپی میں نماز جمعہ پڑھنے آئے۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گاؤں موضع مینی جا رہے تھے راستہ میں ایک جنگل ہے جس کو شہیدان کہتے ہیں اس جنگل کے پاس پہنچے تو چند معاندین احمدیت اس جنگل میں چھپے بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے میرے والد صاحب پر اندھا دھند فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ (تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۳۸۶۔ الفضل مورخہ ۷ جون ۱۹۴۲ء) اور ایک خط ان کی نعش پر چھوڑ گئے جس میں لکھا تھا کہ ہم نے قادیانی کو قتل کیا ہے ہمارا پیچھا نہ کیا جائے اور خلاف گواہی نہ دی جائے۔ اس شہادت کی اطلاع مرکز قادیان تک پہنچی۔ سارے ہندوستان کی جماعتوں نے زبردست احتجاج کئے۔ انگریزوں کی حکومت تھی اس وقت میرے سب بھائی فوج میں تھے، موقعہ کی گواہی کوئی نہیں دیتا تھا مگر انگریزوں نے ایک جرگہ مقرر کیا جس میں بڑے بڑے نواب، ارباب اور ایک احمدی وکیل مرزا غلام حیدر صاحب کو جرگہ کا ممبر مقرر کیا۔ اس وقت جب ایسا قتل ہو جاتا تھا جس میں لوگ ڈر کے مارے گواہی دینے نہیں آتے تھے تو اس کیس کے لئے جرگہ مقرر ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اس جرگہ نے خود تحقیقات کر کے قاتلوں کو جو بڑے با اثر تھے سات سے چودہ سال تک قید اور جائیداد ضبط کرنے کی سزائیں دیں۔

حضرت والد صاحب کی قربانی کے عوض خدا تعالیٰ نے ہمارے خاندان کو سینکڑوں تک پہنچایا۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں عطا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے چند سالوں میں وائسرائے کمشنڈ آفیسر بنایا جس کی برکت سے ۱۹۴۷ء میں حفاظت مرکز قادیان، درویشان ۳۱۳ میں بطور نگران اعلیٰ خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ قادیان میں قصر خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں حضرت اماں جان ؓ کے کمرہ میں رہنے کی اجازت ملی جو کہ بیت الدعا کے ساتھ تھا۔ اور خاکسار کو اس میں خوب دعاؤں کی توفیق ملی۔ جب قادیان سے ہمارا تبادلہ ہوا تو ہر جلسہ سالانہ اور مجلس مشاورت پر حضور کے عملہ حفاظت میں ڈیوٹی کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ پر جب قاتلانہ حملہ ہوا پھر مجھے حفاظت کے لئے بلایا گیا اور عرصہ تین سال حضور کے نہایت قریب رہنے کی سعادت ملی۔ حضرت مصلح موعود ؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کے دور میں بھی کئی اہم مواقع پر مجھے اور جماعت ٹوپی کے نوجوانوں کو حفاظت کی ڈیوٹی دینے کی توفیق ملتی رہی۔ ٹوپی میں ۹ جون ۱۹۷۴ء کے فسادات کے وقت خدا تعالیٰ نے حفاظت سے بچایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے جب دوسری جگہ ملازمت نہ ملی تو اپنے قدموں میں افسر حفاظت کی ڈیوٹی تفویض کی۔ کیونکہ تربیلا ڈیم میں جہاں میں ملازم تھا اب میرے لئے جانا خطرہ کا باعث تھا پھر شاہ تاج شوگر مل میں آفیسر شوگر گودام کی ذمہ داری مکرم محترم انور کاہلوں صاحب نے عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے باوجود غیر احمدی افسران اور ملازمین کی شدید مخالفت کے انہوں نے کمال جرات کا مظاہرہ کر کے مجھے خدمت کا موقع دیا۔ الحمدللہ۔ یہ سب نعمتیں برکتیں حضرت والد صاحب صوبیدار خوشحال خان صاحب کی دعاؤں اور قربانی کے طفیل اور خلفاء کی دعاؤں سے ہمیں ملیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

جستہ جستہ

اگر انسان لغویات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور اصولوں کا پابند رہے تو اس کا ہمیشہ اچھا اثر ہوتا ہے۔ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب (ساہیوال) اپنا ایک دلچسپ واقعہ لکھتے ہیں:

"خاکسار اکتوبر ۱۹۴۴ء کے پہلے ہفتہ میں اپنی میڈیکل تعلیم کے علاوہ پونا (انڈیا) میں فوجی ٹریننگ وغیرہ مکمل کرنے کے بعد بذریعہ بحری جہاز مصر پہنچا اور خاکسار کی تعیناتی بطور میڈیکل آفیسر قاہرہ میں آرمی کے ہسپتال میں ہوئی۔ تعیناتی کے تین چار یوم بعد جمعہ کا دن تھا اور اس دن ریڈکراس کی طرف سے ہسپتال میں عملہ کے افراد اور مریضوں کو فلمیں دکھائی جاتی تھیں۔ خاکسار چونکہ سینما وغیرہ نہیں دیکھتا تھا اس لئے میس میں اکیلا ہی کوئی رسالہ وغیرہ دیکھ رہا تھا کہ ہسپتال کے کمانڈنگ آفیسر صاحب دو جونئر افسروں کے ساتھ تشریف لائے۔ وہ برج BRIDGE کھیلنے کے لئے چوتھے پارٹنر کی تلاش میں تھے۔ آتے ہی خاکسار سے انگریزی میں سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب برج کھیلنا جانتے ہو۔ خاکسار نے بڑے مؤدبانہ انداز میں جواب میں کہا کہ نہیں جناب مجھے برج کھیلنی نہیں آتی۔ اس پر کمانڈنگ افسر صاحب نے جو FULL کرنل تھے بڑی رعونت سے کہا کہ پندرہ دن کے اندر اندر برج کھیلنی سیکھو وگرنہ تم یہاں نہیں رہ سکو گے۔ اس پر خاکسار نے ان سے کہا کہ جناب میں سمندر پار سے برج سیکھنے نہیں آیا اور میں یہ ہرگز نہیں سیکھوں گا اگرچہ مجھے پندرہ منٹ میں ہی یہاں سے جانا پڑے۔ میرے اس جواب پر کمانڈنگ افسر صاحب نے اپنی بڑی ہتک محسوس کی اور اگلے روز ہمارے ایک بزرگ احمدی کیپٹن محمد رمضان صاحب سے جو اس وقت صوبیدار میجر تھے اور ہسپتال کے سب چارج تھے اس واقعہ کا ذکر کیا کہ ایک جونیئر ڈاکٹر نے جو نیا آیا ہے مجھے بڑا سخت جواب دیا ہے۔ اس پر ہمارے بزرگ ڈاکٹر صاحب نے کرنل صاحب سے کہا کہ جناب وہ نیا ڈاکٹر تو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتا ہے اس کو آپ نے برج سیکھنے کے لئے کہنا ہی نہیں تھا۔"

ہیپر سلف کے مختلف استعمالات کا بیان

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن: ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کلاس میں ہومیو پیتھی دوا ہیپر سلف پڑھائی۔

ہیپر سلف

HEPAR SULPH

حضور نے فرمایا یہ بھی اصل میں کلکیریا اور سلف ہی ہے۔ کیلشیم اور سلفر سے مل کر کلکیریا سلف بھی بنتا ہے اور ہیپر سلف بھی۔ یہ روزمرہ کام کی دوا ہے۔ جہاں سلیشیا کام چھوڑ دے یا بعض دفعہ سلیشیا دینا مناسب نہ ہو وہاں ہیپر سلف دی جاتی ہے۔ روزمرہ گلے کی خرابیوں میں ہیپر سلف اس وقت مفید ہے جب بلغم کا تھوڑا سا حصہ چپکا رہے اور اسے اپنی جگہ سے نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے گلے میں خارش ہوتی ہے اور خشک سی کھانسی ہوتی ہے۔ اس کی ایک اور علامت گلے میں پھانس کا سا احساس ہے جسے نکالنے کی کوشش میں کھانسی آتی ہے۔ فی الحقیقت اگر کوئی چیز پھنسی ہو تو اس کو نکالنے کے لئے سلیشیا لاجواب دوا ہے۔ جلدی اور لاجواب اثر کرتی ہے۔ اگر مرکری کی علامات ہوں تو مرکری سے پہلے ہیپر سلف اور بعد میں مرکری دی جاتی ہے۔ اکثر صورتوں میں ہیپر سلف ہی کام کر جاتی ہے۔

اس میں غدودوں (گلینڈز) کا سوجنا اور سخت ہو جانا ہے۔ یہ بہت سی دواؤں میں ہے۔ کلکیریا کی ادویہ میں اور کاربن کی ادویہ میں بھی ہے۔ ہیپر سلف میں بھی گلینڈز کا سوجنا اور سوجن کا ٹھہر جانا ہے۔ اگر مستقل سوجن ٹھہر جائے تو اس کا یہ علاج ہے۔ پس اگر پیپ بن جائے تو ہیپر سلف اور کلکیریا کارب اس کا علاج ہے۔ گہرے پھوڑوں میں کلکیریا کارب کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

حضور انور نے ایک خاتون سے پوچھا کہ آپکے بچے نے ناخن کھانے کی عادت چھوڑی یا نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پہلے چھوڑ دی تھی اب دوبارہ شروع کر دی ہے۔ فرمایا اس میں نیٹرم میور (NAT.MUR) دیں۔ اگر فرق نہ پڑے تو ہیپر سلف دیں۔ ناخنوں کے کنارے سے گوشت اکھڑتا ہو اور بے چینی پیدا کرتا ہو تو ہیپر سلف مفید ہے۔ بعض دفعہ ناخن میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ پورا ناخن اکھڑ جاتا ہے۔ پھر نیا آجاتا ہے۔ اس کی مستقل دوا ہیپر سلف ہے۔ اگر ناخن میں سیاہی ہو اور خطرناک صورت میں گہرا رنگ ہو، جلد کا حلیہ بگڑا ہو، ناخن بگڑا ہو تو اس میں سورائینم (PSORINUM) ضروری ہے پھر کوئی دوسری دوا استعمال کریں۔ انٹی مونیم کروڈ (ANTIMONIUM CRUDE) میں بھی ناخن کی خرابی ہے۔

موکے (WARTS)

اس میں عام طور پر تھوجا (THUJA)، کاسٹیکم (CAUSTICUM) اور میڈورینم (MEDORINUM) دی جاتی ہے۔ بعض ڈاکٹروں نے بتایا کہ انہوں نے اکیلی تھوجا اور اکیلی میڈورینم دی تو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر دونوں کو ملاکر دیا تو فائدہ ہوا۔ حضور نے فرمایا میں بھی دونوں کو ملاکر دیتا ہوں۔ لیکن اکیلی تھوجا سے جتنا کہا جاتا ہے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ باریک یا نرم ہو تو تھوجا اور کاسٹیکم سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس میں ضد ہو تو میڈورینم اس کی دوا ہے۔ موکے اگر پھٹ جائیں خون بہنے لگے تو ہیپر سلف اس کی دوا ہے۔ لیکن اگر اس میں سنگل کریک ہوں یا گوبھی کی طرح کھلے کھلے ہو جائیں، بدشکل ہوں، کئی قسم کے کریک ہوں تو اس کی دوا نائٹرک ایسڈ (NITRIC ACID) ہے۔

گھوڑے کی دم کے بال سے باندھنے سے موکے جھڑ جاتے ہیں مگر پھر ہو جاتے ہیں۔ یہ مستقل علاج نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا بعض بچوں کو نہلایا دھلایا جائے تو میلے میلے سے نظر آتے ہیں، ہیپر سلف اس کا علاج ہے اس سے جلد صاف ستھری ہو جاتی ہے۔ چہرے پر جو میل سی نظر آتی ہے وہ مٹ جاتی ہے۔

نزلے میں ایسی صورت میں جب چھینکیں آئیں۔ ناک کے اندر یا گلے کے اندر چمٹا ہوا مادہ ہو اور نہ ہٹے۔ یہ کیفیت کبھی کبھی چھینکوں میں تبدیل ہو جائے۔ اس کی چھینکوں کا سردی سے تعلق ہے۔

اگر سردی سے گرم کمرے میں آنے سے چھینکیں آئیں تو اس کی دوا پلسٹیلا (PULSATILLA) ہے۔ اگر گرمی سے سردی میں داخل ہونے پر چھینکیں آئیں تو سیباڈیلا (SABDILLA)، سلیشیا یا نیٹرم میور۔

سوتے میں ہاتھ بھی باہر آجائے اور باہر کا ماحول ٹھنڈا ہو یعنی کسی عضو کو ٹھنڈ لگے اور چھینکیں شروع ہوں تو یہ ہیپر سلف کی خاص علامت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کان کی بیماریوں میں میں نے چار عمومی دوائیں بتائی تھیں۔ کیموملا، پلسٹیلا، بیلاڈونا اور ایلیئم سیپا۔ اگر نزلہ آنکھوں پر پڑے تو یہ یوفریزیا کی پہچان ہے۔ اگر کان پر پڑے تو ایلیئم سیپا علاج ہے اور یہ چھینکوں کا بھی علاج ہے۔ اس کی چھینکوں کا کرانک ایلومینیا ہے۔ ایلیئم سیپا کا موسم خزاں اور سیباڈیلا کا موسم بہار ہے۔

چھینکوں کی بیماری (HAY FEVER) میں بہار کے موسم میں سیباڈیلا اور اس کا COMBINATION لیکیسز (LACHESIS) کے ساتھ ہے۔ اکثر ایک ہزار میں ایک ہی خوراک کافی ہوتی ہے۔ بہار کے موسم میں HAY FEVER کی چھینکوں کی دوا میں نیٹرم میور بھی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اینٹی بائیوٹک دواؤں کا جہاں تک تعلق ہے جو نظام اینٹی بائیوٹک ادویہ سے آزاد کردے اس کو ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ کئی بیماریاں جو آجکل عام ہوتی جا رہی ہیں یہ اینٹی بائیوٹک ادویہ کے غلط استعمال سے عام ہوتی جارہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں نے ایک مریض کے سر درد کا بہت علاج کیا آخر اس کو ایک COMBINATION لو لگنے کا دیا۔ یہ کمبی نیشن میں نے ربوہ میں بہت استعمال کیا۔ لو میں گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی ایک خوراک کھالیں تو لو سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ یہ ہے گلونائین (GLONOINE) - نیٹرم میور اور جیلسیمم یا آرسنک بدل بدل کر۔ جو سردرد گرمی کے اثر سے ہو اور لمبا ٹھہر جائے اس میں نیٹرم میور کام کرتی ہے۔ مگر یہ میرے تجربے میں نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے جو COMBINATION بنایا ہے یہ بڑا کام کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاتون کا کامیاب تجربہ بیان فرمایا جس نے آرنیکا پر ایک دلچسپ تجربہ کیا۔ اس نے بتایا کہ ان کی بچی کو سردرد سے فائدہ نہ ہوتا تھا۔ اس کو ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ اگر خون گاڑھا ہو جائے تو اس قسم کا سر درد ہوسکتا ہے۔ اس عورت نے میرے لیکچر میں سنا کہ آرنیکا خون کے گاڑھا ہونے کا علاج ہے۔ اس نے اپنی بچی کو آرنیکا دی تو وہ ٹھیک ہوگئی۔ اس کی ایک اور علامت بھی ہوتی ہے کہ خون گاڑھا ہو تو آنکھوں کے سامنے دھندلاپن اور لہریا سے آنے لگتے ہیں۔ اس بچی میں یہ علامت بھی تھی۔ آرنیکا دینے سے پھر دوبارہ یہ سر درد نہ ہوا۔

آنکھوں کے علاج میں مستقل گہری بیماریاں ہوتی ہیں۔ چنا پڑ جانا جسے پھولا کہتے ہیں۔ اس قسم کی بیماریوں کا علاج بڑا مشکل ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اندر OPAGUE ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج نہیں ملا۔ لیکن ٹرائی کرنا چاہئے۔ کیسٹریکٹ (موتیا) عام بیماری ہے۔ بہت ADVANCED CASES میں بھی ایک ماہ میں شفا حاصل ہوگئی۔ لیکن اس میں ایک احتیاط کرنی چاہئے اگر کیسٹریکٹ پکنے کے قریب ہو تو اس کا علاج اس وقت نہیں کرنا چاہئے۔ اس وقت علاج سے بیماری رک جائے گی۔ نہ درست ہوگی اور نہ کیسٹریکٹ پکے گا۔ لیکن اگر LIQUID حالت میں ہو تو ہومیوپیتھک علاج بہت مفید ہوگا۔ ۹۰ سال کی عمر کے مریض کو بھی اونچی طاقت میں زنکم سلف CM میں دینے سے شفا حاصل ہوگئی۔ اس کے علاوہ کلکیریا فلور، سلیشیا اور کلکیریا کارب دینی پڑتی ہے۔ لیکن زیادہ انحصار جس دوا پر کیا جائے وہ زنکم سلف ہے۔ سلفر کو آنکھ سے خاص تعلق ہے۔

اسی طرح ہیپر سلف کو آنکھ کی روزمرہ بیماریوں سے تعلق ہے۔ اگر نزلاتی ہو، آنکھ میں سرخی ہو تو یوفریزیا یاد آنی چاہئے۔ اگر مستقل سرخی آنکھ کا حصہ بن جائے اس میں VIOLENCE نظر آئے۔ خطرہ ہو کہ آنکھ گل جائے گی تو اس میں ایس کولس AESCULUS مؤثر ہے۔ جس کو آنکھ کی بواسیر بھی کہتے ہیں۔

روزمرہ آنکھ کی خرابی، تکلیف، پانی زیادہ آنا، آنکھیں چپک جاتی ہیں۔ اس میں ہیپر سلف بہت اچھی دوا ہے۔

روزمرہ کی کھانسی کے لئے بیلاڈونا، آرسنک اور ہیپر سلف یا اپی کاک مفید ہیں۔ اپی کاک اور ہیپر سلف میں امتیاز کے لئے یاد رکھیں کہ اپی کاک کی بلغم نسبتاً کھلی ہوتی ہے اور نکل بھی جاتی ہے۔ اگر بلغم پھنسی ہوئی، چپکنے والی ہو تو پھر ہیپر سلف کو تیسری دوا کے طور پر شامل کریں۔ پرانی کالی کھانسی میں DROSERA بڑی چوٹی کی دوا ہے۔ یہ SPASM کی دوا ہے۔

چودھویں کے چاند کو دیکھ کر

اے چودھویں کے چاند قسم تیرے نور کی
تمہید بن گیا ہے تو آج اک سرور کی

وہ چودھویں کا چاند کہ احمدؐ ہے جس کا نام
آئی ہے یاد تجھ سے مجھے آنحضورؐ کی

اے چاند تو بھی شرق میں آکر ہوا تمام
مشرق ہی اس کی سمت ہے اتمام نور کی

اس چودھویں کے چاند سے اے چودھویں کے چاند
نسبت تجھے ضرور ہے لیکن ہے دور کی

جس چودھویں کی رات میں تجھ کو ملا کمال
وہ چودھویں کی رات ہے اس کے ظہور کی

احمدؐ وہ ماہتاب محمدؐ وہ آفتاب
لاکھوں تجلیاں ہیں جہاں کوہ طور کی

روحانی روشنی ہو کہ جسمانی روشنی
روشن ہیں روشنی سے فقط آنحضورؐ کی

اے عالم الغیوب تجھے کیا خبر نہیں
جو کیفیت ہے میرے دل ناصبور کی

کیا چیز ہیں خطائیں مری اے مرے خدا
رکھ لاج اپنے نام رحیم و غفور کی

یا رب تو میری ساری خطائیں معاف کر
کر دور میل دل سے مرے ہر قصور کی

جو کل کو آج دیکھ سکے وہ نگاہ دے
دے منزلیں سمیٹ سنین و شہور کی

دیوانگی عشق کی ہوں مستیاں عطا
ہشیاریاں معاف ہوں عقل و شعور کی

احمدؐ کے عاشقوں میں ظفر کا بھی نام ہے
اڑتی خبر سنی ہے زبانی طیور کی

(مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم)

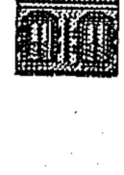
Earlsfield Properties

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

تلک الایام نداولہا بین الناس

بیسویں صدی میں تعمیر سازی کے فن میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں نہایت ہی اونچی اور بلند و بالا عمارات بننے کا رواج پیدا ہوا۔ اگر آپ کو نیویارک یا شکاگو جانے کا اتفاق ہو تو سو سو منزلہ عمارات جگہ جگہ ملیں گی۔ نیویارک میں بنی ہوئی World Trade Center کی دو بلڈنگیں اس کی ایک نمایاں مثال ہیں۔ اسی طرح کینیڈا میں اکثر شہروں میں بڑے اونچے مینار تعمیر کئے گئے ہیں۔ جس میں ٹورنٹو کا C.N.Tower خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اسی طرح لندن میں بنا ہوا برٹش ٹیلی کام (British Telecome) کا بلند و بالا مینار اپنی مثال آپ ہے جس کی سب سے اونچی چھت پر گھومنے والا ریستوران ہے۔ چنانچہ نہ صرف آپ عمدہ کھانے سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ لندن شہر کا ہر زاویے سے "نظارہ" بھی کر سکتے ہیں۔

ان بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر میں کرینوں (Cranes) نے ایک نمایاں کردار سرانجام دیا ہے۔ اس کے علاوہ تعمیراتی مصالحہ جات اور لوہے کے استعمال سے نہایت ہی مضبوط اور دیرپا عمارات بنتی جا رہی ہیں۔ بظاہر یوں لگتا ہے کہ بیسویں صدی سائنس کے ہر شعبہ لیکن خصوصیت سے فن تعمیر میں ترقی کے لئے ایک نمایاں سنگ میل ہے جس کا پچھلے زمانوں سے مقابلہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پچھلے وقتوں میں بھی ایسی پرشکوہ عمارات بنی ہیں جو آج بھی دنیا کے عجائبات میں شامل ہیں۔ مغلیہ دور کی عمارات اپنی مثال آپ ہیں اور تاج محل آج بھی دنیا کے سات عجائبات میں شامل ہے لیکن اگر ہم اس سے اور بھی پیچھے کے زمانہ پر نظر دوڑائیں تو فراعین مصر کے زمانہ میں تعمیرات میں بڑی عظیم ترقیات ہوئیں۔ مصر میں بنے ہوئے اہرام (Pyramids) بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ یہ مثلث نما پہاڑیاں اپنے اندر بے شمار خفیہ تہہ خانے اور راستے رکھتی ہیں جن میں سورج کی روشنی پہنچانے کا نہایت پیچیدہ نظام تھا۔

اب آثار قدیمہ کے ماہرین نے مصر میں ایک بلند و بالا Tower کا پتہ لگایا ہے جو اگرچہ اب سمندر میں غرقاب ہو چکا ہے۔ پچھلے دنوں اس مینار کے بعض بڑے پتھر سمندر کی تہہ سے نکالے گئے اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ مینار غالباً ۴۰۰ فٹ سے بھی زیادہ اونچا تھا۔ اس کی آخری اونچائی پر ایک عورت کا مجسمہ ہے جو غالباً مصریوں کی کوئی "دیوتا" ہوگی۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کے اوپر روشنی کے لئے بڑی بڑی قندیلیں موجود تھیں جس کی روشنی ۴۰ میل دور سے بحری جہازوں کو نظر آ جاتی تھی۔ گویا یہ ایک روشنی کا مینار تھا جس سے بحری جہاز رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے۔

مفید طبی معلومات

(ڈاکٹر امۃ الرزاق سمیع۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس)

ذیابیطس

ایشیائی لوگوں میں ذیابیطس کا مرض بہت عام ہے۔ ذیابیطس کو عرف عام میں شوگر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بیماری موروثی بھی ہو سکتی ہے۔ ذیابیطس کی دو قسمیں ہیں۔ بچوں میں ہونے والے ذیابیطس کے لئے انسولین کے ٹیکے ضروری ہوتے ہیں۔ دوسری طرح کی ذیابیطس ۴۰ سال کی عمر کے بعد ہوتی ہے اور یہ غذا اور گولیوں سے قابو میں آ جاتی ہے۔ کبھی کبھار انسولین لگانے کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔

ذیابیطس میں غذائی احتیاطیں

میٹھی چیزوں کا استعمال بے حد کم کر دیجئے۔ چینی، کیک، بسکٹ وغیرہ صحت کے لئے خطرناک ہو سکتی ہیں۔ تازہ پھل، سبزی، سلاد، مرغی کا گوشت اور مچھلی وافر مقدار میں استعمال کریں۔ ہمیشہ کوئی میٹھی چیز اپنے پاس رکھیں اور ذیابیطس کا کارڈ اپنے پاس رکھیں تاکہ خدانخواستہ کسی حادثے کی صورت میں فوری مدد حاصل ہو سکے۔ اگر خون میں شکر کی مقدار بہت کم ہو جائے تو دماغ کو غذا ملنی بند ہو جاتی ہے اور بے ہوش ہونے کا خطرہ ہے لہٰذا اگر پسینہ آئے، چکر آئیں اور دل زور زور سے دھڑکے تو فوراً کوئی میٹھی چیز کھا لیں۔ خون اور پیشاب میں شکر باقاعدگی سے چیک کریں۔

ذیابیطس کی پیچیدگیاں اور ان کا علاج

یہ بات سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ ذیابیطس کی زیادہ تر پیچیدگیاں بیماری کے خراب کنٹرول کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بھی ثابت ہے کہ اگر خون میں شکر کی مقدار ۱۰ ملی مول یعنی ۱۲۰ ملی گرام سے کم رہے تو ذیابیطس کے خراب اثرات سے بچت ہو سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپکا میٹھا کھانے کو بہت دل کر رہا ہے یا کسی شادی وغیرہ میں جانا ہے کہ بداحتیاطی کا احتمال ہے تو اپنی ڈاکٹری یا ہومیوپیتھی کی دوائی کی خوراک مشورے سے بڑھا لیں تاکہ شکر کے کنٹرول میں فرق نہ آئے۔

ذیابیطس کا گردوں پر اثر

ہر ۱۰ میں سے ۴ مریضوں کے گردے فیل ہو جاتے ہیں لیکن اگر شوگر کا کنٹرول ٹھیک رہے تو گردے دیر تک کام کرتے رہتے ہیں۔ شکر کے مریضوں کو کم از کم سال میں ایک دفعہ یوریا اور CREATINE خون میں چیک کروانا چاہئے۔ اگر گردوں پر ذیابیطس کے اثرات مرتب ہونا شروع ہو بھی جائیں تو بھی چند دوائیوں سے ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگر گردے بالکل فیل ہو جائیں تو آپریشن سے گردہ بدلا جا سکتا ہے۔

ذیابیطس کا آنکھوں پر اثر

ذیابیطس کی وجہ سے آنکھ کے پردے پر خون کی رگیں پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ رگیں آنکھ کے پردے پر زیادہ پھیل جائیں تو نظر میں واقع ہو سکتی ہے۔ ان رگوں کو چند شعاعوں کی مدد سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا کم از کم سال میں ایک دفعہ آنکھوں کا تفصیلی معائنہ بے حد ضروری ہے۔ ذیابیطس میں چھوٹی عمر میں سفید موتیا ہونے کا بھی امکان ہے اس لئے بھی آنکھوں کا باقاعدہ معائنہ ضروری ہے۔

ذیابیطس کا نسوں پر اثر

ذیابیطس کی وجہ سے دماغ تک پہنچنے والی نسوں پر بھی اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے ہاتھوں اور پیروں میں سوئیاں چبھنے کا احساس ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ہاتھوں اور پیروں میں درد بھی ہوتی ہے۔ اگر ذیابیطس کا اثر معدے پر ہو جائے تو معدے میں کمزوری ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے بدہضمی اور بار بار متلی کی شکایت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا دوبارہ شکر کا کنٹرول اگر ٹھیک ہو تو اس شکایت سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

مستقبل میں ذیابیطس کا علاج

کچھ ہسپتالوں میں ذیابیطس کے علاج کے لئے لبلبہ ٹرانسپلانٹ کر دیتے ہیں۔ لبلبہ جسم کا اپنا غدود ہے جو کہ انسولین خارج کرتا ہے اور خون میں شکر کی مقدار قابو میں رہتی ہے۔ ذیابیطس کے مریضوں میں نیا لبلبہ لگانے سے ان کی شکر بالکل قابو میں آ جاتی ہے اور شکر کی پیچیدگیوں کا احتمال کم ہو جاتا ہے۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

بعض دوسری جماعتیں بہت زور لگا رہی ہیں مگر اللہ کا احسان ہے جس کو توفیق مل گئی مل گئی۔ ہمیں حسد نہیں ہے صرف رشک ہونا چاہئے۔ اس لئے ان کی خوشیوں میں وہ جماعتیں بھی شامل ہونی چاہئیں جن کی پوری کوشش تھی کہ ان سے آگے بڑھ جائیں لیکن نہیں بڑھ سکے۔ دوسرے نمبر پر پاکستان ہے اور ان کے درمیان ایک لاکھ پاؤنڈ کا فرق رہ گیا ہے۔ تو اس سے آپ اندازہ کریں کہ وہ بے چارے جو پاکستان میں دینی لحاظ سے بھی کمزور تھے ویسے بھی ان کے آنے سے پاکستان کے چندوں کو پتہ بھی نہیں لگا کتنا فرق پڑا ہے۔ اکثر بہت تھوڑا دیا کرتے تھے تو یہاں آ کر خدا نے ان کو کیسی ہجرت کی برکتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کے اموال کشادہ کر دئے، ان کے دل کشادہ کر دئے اور اب وہ اپنے آبائی وطن کو ان قربانیوں میں بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ امریکہ جو مسلسل خدا کے فضل سے ترقی پذیر ہے اور توازن کے ساتھ، امریکہ کی جماعت میں یہ خوبی ہے کہ ان کی قربانیوں میں توازن بہت ہے۔ تحریک جدید کا چندہ ہے ایک لاکھ پچھتر ہزار پاؤنڈ اور وقف جدید کا چندہ ہے اٹھانوے ہزار۔ وقف جدید میں دنیا میں سب سے اول ہیں۔ تحریک جدید میں تیسرے نمبر پر لیکن توازن یہ ہے کہ تحریک جدید کا چندہ وقف جدید سے آگے ہے۔ پاکستان میں پتہ نہیں کیوں یہ توازن بگڑ گیا ہے۔ اس سے پتہ چل رہا ہے کہ تحریک جدید کی انتظامیہ اپنے فرائض سے غافل ہے۔ ورنہ میں جانتا ہوں وقف جدید کو خدا تعالیٰ نے بڑی برکت دی ہے مگر ہمیشہ جماعت میں یہ بات راسخ رہی ہے کہ پہلے تحریک جدید پھر وقف جدید۔ اب مالی قربانی میں توازن بالکل الٹ گیا ہے یہ وقف جدید کے لئے تو بہت خوشی کی بات ہے مگر ہم سب کے لئے فکر مندی کی بات بھی ہے۔ تحریک جدید نے کیا کیا ہے جو ان کا تاثر وہاں کچھ عجیب سا، پھیکا سا پڑ گیا ہے۔ اور کوئی وجہ ضرور ہے یا ان کی تحریکوں کی طرز وہی پرانی ٹکسالی کی چلی آ رہی ہے جب کہ زمانے بدل چکے ہیں۔ وہی چھ پر زور، بارہ پر زور اور اس قسم کی رسمی باتوں پر۔ چندے لینے ہیں تو دلوں کو کشادگی عطا کریں۔ ان کو ایسی باتیں پہنچائیں جن سے دل تازہ ہوں، حوصلے بڑھیں، رشک کے جذبات پیدا ہوں۔ مگر محض چند امیروں کے پیچھے پڑ جانا یا رسمی طور پر کم سے کم مقرر کر کے سب کو کہنا کہ آپ پر لازم ہے بارہ حضرت مصلح موعودؓ نے مقرر کیا تھا، چوبیس اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں مقرر کیا اس سے کم آپ نے نہیں لینا یا ضرور پورا کریں، اس سے تحریک کوئی نہیں ہوتی۔ صرف یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی ڈانٹ رہا ہے کہ ہم بڑے نکمے لوگ ہیں۔ تو میں بھی آپ کو ڈانٹ نہیں رہا میں کچوکے دے رہا ہوں۔ تحریک جدید اٹھے اور خیال کرے کہ ایک پیچھے سے آنے والا گھوڑا جو بہت پیچھے تھا وہ اتنا آگے نکل گیا ہے۔ تو اللہ کرے کہ یہ غیرت کام آئے مگر وقف جدید کو دبا کے نہ آگے نکلیں۔ یہ نہ کریں کہ جو وقف جدید کے چندے دے رہے ہیں آپ کہیں کہ نہیں ہمارا بڑھاؤ، ان کا کم کرو۔ تو اللہ تعالیٰ سب کو ہی آگے بڑھنے کی توفیق بخشے لیکن بعض جو پرانی ترتیبیں خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہوئی ہیں وہ جب بدلتی ہیں تو تعجب ضرور ہوتا ہے۔ برطانیہ نمبر چار ہے، کینیڈا نمبر پانچ، انڈونیشیا چھ، سوئٹزرلینڈ سات، ماریشس آٹھ، جاپان نو اور ہندوستان دس۔ اس پہلو سے ہندوستان نے کافی ترقی کی ہے۔ پہلے ان چندوں میں ہندوستان بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اب خدا کے فضل سے نئی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔

فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ نمبر ایک ہمیشہ کی طرح اور بہت فرق ڈال گیا ہے باقی جماعتوں سے، جاپان نمبر دو، امریکہ نمبر تین، بلجئم نمبر چار، برطانیہ نمبر پانچ اور اس کے قریب قریب ہی جرمنی بھی ہے یعنی معمولی فرق کے ساتھ کیونکہ عموماً وہاں جماعت غریب ہے اس لئے فی کس قربانی کے معیار کے لحاظ سے وہ بعض دفعہ نسبتاً کم قربانی کرنے والی جماعتوں سے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں مگر اجتماعی قربانی میں وہ خدا کے فضل سے بہت آگے ہیں۔ اور مجاہدین کی تعداد کے لحاظ سے اب وقت نہیں رہا بہت سے ممالک ہیں جو ترقی کر کے آگے آ رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو مالی قربانی کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ظاہر کا حق بھی پورا کرنے کی توفیق بخشے اور اس کے باطن کا بھی "جہر" کا بھی اور "سر" کا بھی، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

امریکہ اور یورپ میں اسلام کا آغاز

۱۸۷۳ء میں ایک سفید فام امریکن مسٹر الیگزینڈر ویب عیسائیت کی غیر عقلی تعلیم سے بےزار ہو کر تلاش حق میں سرگرداں تھے۔ انہیں دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات یورپ اور امریکہ میں کثرت سے شائع ہو رہے تھے۔ انہیں اشتہارات سے متاثر ہو کر ویب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت شروع کی اور بالآخر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عاشق صادق، حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:-

"پس میرے ہاتھ اور آواز کو ڈاک نے ایسی مدد دی کہ میں گھر بیٹھے بیٹھے انگلستان، امریکہ اور جاپان تک جانے لگا...... قوت سمجھو، نشہ سمجھو، کچھ سمجھو ...... جہاں کہیں بھی کوئی نیا فرقہ دیکھا گمراہی کا کوئی عجیب گڑھا دیکھا۔ ضلالت کا کوئی ہولناک کنواں دیکھا۔ ان کی خبر خدا کے مسیح کو لا کر دی تاکہ وہ اس کی دستگیری کے لئے توجہ کرے اور دوسرا یہ کہ جو ملا کسی نہ کسی بہانے اس کے کان میں کچھ اسلام اور اسلام کے بانی علیہ السلام اور اسلام کے موجودہ امام کی خبر ڈال ہی دی۔ کسی نے گالی دی، کسی نے برا منایا، کوئی نہیں جو خاموش ہو رہا، کسی نے خشک شکریہ میں ٹالا، کوئی تھوڑی دور ساتھ ہو لیا اور پرسان حال رہا۔ پر میں اپنا کام کئے گیا۔ یہاں تک کہ بعض رشید اور سعید ایسے نکلے جنہوں نے اس آواز کو قبول کر ہی لیا"۔

(ذکر حبیب)

حضرت مفتی صاحبؓ ۹۱-۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد سے گویا حضور کے Western Desk کے انچارج تھے۔ ۱۹۰۲ء میں اخبار "البدر" کی صدارت بھی آپ ہی کے سپرد کی گئی۔ چنانچہ "تحقیق الادیان" ...... جیسے عناوین کے تحت آپ نے اس سلسلہ تبلیغ کو جاری رکھا۔ حضرت مفتی صاحب اس وقت کے معروف اور مقبول انگریزی اخبارات، رسائل اور کتب منگوا کر انہی کی بنیاد پر تبلیغی خطوط لکھا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ اخبارات اور رسائل میں تو معروف اور بڑے لوگوں کے مضامین ہی آیا کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کا یہ تبلیغی جہاد ایک لحاظ سے اپنے اپنے علاقے کے علمی، قلمی اور مذہبی رہنماؤں تک محدود تھا۔ تا آنکہ آپ بنفس نفیس یورپ اور امریکہ تشریف لے گئے اور آپ کی تبلیغ کا دائرہ وسیع تر ہو گیا۔ تحریری تبلیغ سے جو احباب احمدی ہوئے، احمدیت سے مرعوب ہوئے یا احمدیت کے ثناخوان بنے ان میں سے چند ایک یہ احباب تھے۔

۱- مسٹر الیگزینڈر ویب صاحب، جنہوں نے اسلام قبول کیا۔
۲- مسٹر اینڈرسن، جن کا اسلامی نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "احمد" رکھا۔
۳- پروفیسر ریگ صاحب اور ان کی اہلیہ۔
۴- مسٹر جیمز ایل روجرز۔
۵- ڈاکٹر بیکر صاحب۔
۶- مس روز صاحبہ۔
۷- پادری بکٹ صاحب، جنہوں نے تبلیغ کے نتیجے میں اپنا دعویٰ مسیحیت ترک کر دیا۔
۸- پادری سکاٹ صاحب۔
۹- کاؤنٹ ٹالسٹائی صاحب جنہوں نے احمدیہ اسلامی عقائد سے مکمل اتفاق کیا۔
۱۰- پادری ہال صاحب وغیرہ۔

ڈاکٹر ڈوئی صاحب کا دعویٰ نبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں، امریکہ میں تبلیغ اسلام کا بہترین موقعہ ڈاکٹر ڈوئی صاحب مدعی نبوت نے فراہم کیا۔

پہلے پہل تو انہوں نے اسلام کے خلاف زہر افشانی شروع کی۔ کلکتہ کے عیسائی اخبار "ایپی فینی" نے اس کا ذکر کیا تو حضرت مفتی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈوئی صاحب سے خط و کتابت شروع کی۔ ڈوئی صاحب نے حضرت مفتی صاحب کو اپنا لٹریچر بھجوایا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مفتی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ڈوئی صاحب کا اخبار منگوانا چاہئے اور اس کام کے لئے اخراجات بھی مہیا فرمائے۔ چنانچہ ڈوئی صاحب کا اخبار Leaves of Healing قادیان پہنچنا شروع ہوا۔ جس کا ترجمہ حضرت مفتی صاحب، حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ جب ڈوئی صاحب طاقت پکڑ گئے تو انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو کچل ڈالنے کی باتیں شروع کر دیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت اسلامی جوش میں آئی اور آپ نے ایک اشتہار لکھ کر اسے یورپ اور امریکہ بھجوایا۔ تصرف الٰہی کے تحت اس اشتہار کی اس قدر پذیرائی ہوئی کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر اخبارات نے نہ صرف اسے شائع کیا بلکہ اس پر تبصرے، مضامین اور کالم لکھے گئے۔ اس طریق پر یورپ اور امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کا وسیع انتظام ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد جب ڈوئی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور پیش گوئی کے نتیجے میں نہایت کسمپرسی اور ذلت کی حالت میں ہلاک ہو گئے تو ایک دفعہ پھر یورپ اور امریکہ کے اکثر اخبارات نے اس پر تبصرے لکھ کر تبلیغ اسلام کا ایک عظیم الشان موقع فراہم کر دیا۔

حضرت پیر اشہد الدین "جھنڈے والے" کی شہادت

جب مسٹر محمد الیگزینڈر ویب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کے بعد اسلام قبول کیا تو مسلمانان ہند بالخصوص مولوی محمد حسن علی صاحب (مصنف "تائید حق") اور حاجی عبداللہ عرب صاحب کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی۔ ویب صاحب اس وقت فلپائن میں امریکہ کے سفیر مقرر ہو چکے تھے۔ حاجی عبداللہ صاحب کی قیادت میں مسلمانان ہند کا ایک وفد فلپائن پہنچا اور ویب صاحب کو سفارت سے مستعفی ہو کر امریکہ میں ایک مسلم اخبار جاری کرنے کی ترغیب دی اور اس کام کے لئے چندہ جمع کرنے کا وعدہ کیا۔ ویب صاحب مستعفی ہو کر ہندوستان پہنچے تو مسلمانوں نے اپنا وعدہ ایفا نہ کیا۔ مولوی حسن علی صاحب جو پیر جھنڈے والے کے مرید تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ پیر صاحب نے استخارہ فرمایا اور کہا۔

"انگلستان اور امریکہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی تصرفات کی وجہ سے اشاعت اسلام ہو رہی ہے۔ ان سے دعا منگوانے سے کام ٹھیک ہو گا"۔

(تائید حق مصنفہ مولوی حسن علی صاحب)

اس پر حاجی صاحب اور عرب صاحب نے پیر صاحب کو بتایا کہ ہندوستان اور پنجاب کے علماء نے تو حضرت مرزا صاحب پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ پیر صاحب نے دوبارہ استخارہ فرمایا اور کہا۔

"خواب میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرزا غلام احمد اس زمانے میں میرا نائب ہے، وہ جو کہے وہ کرو"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے تحت پیر صاحب نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا لیکن مریدوں نے پیر صاحب سے کہا کہ انہیں خود اس پر تکلیف کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ پیر صاحب نے اپنے خلیفہ عبداللطیف صاحب کو حاجی عبداللہ عرب صاحب کی معیت میں قادیان بھجوایا۔ خلیفہ عبداللطیف صاحب اور حاجی عبداللہ صاحب عرب نے سارا قصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر کے دعا کی درخواست کی۔

بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر حضرت مفتی صاحب نے ویب صاحب کے ساتھ خط و کتابت کی جس پر ویب صاحب نے مولوی حسن علی صاحب اور دیگر مسلمانان ہند کے کہنے پر قادیان نہ جانے پر معذرت کی اور فرمایا:

"حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ میرا اسلام عرض کریں اور ان سے التجا کریں کہ میری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں...... میری طرح اس نے بھی (مولوی حسن علی صاحب نے) غلطی کھائی۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ وہ مرنے سے پہلے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو چکا تھا۔ جب میں ہند میں تھا تو اس نے میری مدد کی اور میں پچھتاتا ہوں کہ وہ اور میں دونوں مل کر اسی وقت قادیان کیوں نہ گئے"۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

وسعت کار

حضرت مفتی صاحبؓ نے بلاشبہ ہزاروں ہزار یورپین، امریکن اور دیگر اقوام عالم کے اہل ذہانت، اہل فراست اور اہل عقل دانشوروں کو پیغام اسلام پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس زمانے کے امریکہ اور یورپ کے اخبارات اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر آپ کی ان مساعی کے ذکر سے بھرا پڑا ہے۔ ہر کوئی اسلام اور اسلام کے اس مبلغ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ سکول، کالج اور یونیورسٹیاں آپ کو لیکچرز کے لئے بلا رہے ہیں۔ شہروں میں آپ کی آمدورفت کے اعلانات ہو رہے ہیں لوگ دیوانوں کی طرح آپ کو دیکھنے اور سننے کے لئے بیتاب ہیں۔

میرے سامنے ان مواقع کی رپورٹس اور تصاویر کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس مختصر مضمون میں کیسے ان کو سموؤں۔ اس کے لئے تو ایک ضخیم کتاب چاہئے۔ احمدیت سے بغض و عناد رکھنے والا شخص بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ امریکہ اور یورپ کی تاریخ میں انفرادی یا اجتماعی طور پر کبھی بھی اس قدر وسیع اور مؤثر تبلیغ اسلام نہیں ہوئی۔ ایک اور بات جو اس مساعی کے نتیجے میں سامنے آئی وہ یہ تھی کہ مغرب کا اسلام سے بغض و عناد لاعلمی کی بناء پر تھا نہ کہ تعصب کی راہ سے۔ کیونکہ جس شخص نے بھی اسلام کی اصل تصویر دیکھی وہ اس کا گرویدہ ہو گیا اور پادری صاحبان جنہوں نے عوام کے ذہنوں میں اسلام کی بھیانک تصویر بنا رکھی تھی انہوں نے بھی علم ہونے پر اسلامی تعلیم کی خوبیوں کا اقرار کیا۔

میرے خیال میں جس طرح انبیاء علیہم السلام انسانیت کے لئے نمونہ ہوتے ہیں، حضرت مفتی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب میں تبلیغ اسلام کا نمونہ تھے۔ آپ مغربی ذہن اور مغربی نفسیات کے ماہر تھے۔ اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی مقصد کے لئے پیدا کیا تھا۔ کیا ہی خوب ہو اگر مغرب میں تبلیغ کرنے والے داعیان الی اللہ حضرت مفتی صاحبؓ کے طریق تبلیغ کا مطالعہ کریں اور ان اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں جو حضرت مفتی صاحب کو شاید موہبت کے طور پر عطا ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک "اصحابی کالنجوم" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے لئے بھی درست ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن بین الاقوامی مشن تھا جس میں مغرب کو بھی وہی اہمیت حاصل تھی جو مشرق کو تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ایک عاشق صادق کو مغرب کی طرف متوجہ کیا۔ آپ جب قادیان میں تھے تب بھی آپ نے مغرب میں تبلیغ کا جال پھیلا رکھا تھا اور پھر جب آپ مغرب میں وارد ہوئے تو دنیا نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ مغربی لوگ جنہیں بظاہر مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اسلام میں دلچسپی لیتے نظر آنے لگے۔ وہ جن کے پاس مذہب کے لئے کوئی وقت نہ تھا گھنٹوں آپ کی تقریر سن رہے ہیں۔ پادری لوگ جن کا پیشہ ہی بظاہر اسلام کی مخالفت کرنا تھا آپ کو دعوت نامے بھجوا رہے ہیں کہ آپ ان کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کریں۔ بڑے بڑے عالم فاضل جو مشرق کو خاطر میں نہ لاتے تھے آپ کے گن گا رہے ہیں۔ جو لوگ اسلام کا نام تک سننا پسند نہ کرتے تھے درخواستیں کر رہے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

Kenssy

Fried Chicken

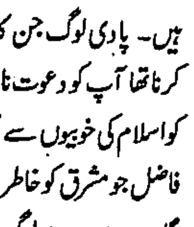

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★سوئٹزرلینڈ سے جرمن زبان میں شائع ہونے والے رسالے "اسلام" ستمبر ۹۵ء کے ایک مضمون میں موجودہ دور میں اقوام متحدہ کے بےجان کردار پر شدید تنقید کی گئی ہے۔ اسی شمارے میں محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے مضمون میں عورت کا اسلامی معاشرہ میں مقام بیان کیا گیا ہے۔ دیگر مضامین کے علاوہ محترم شیخ ناصر احمد صاحب کی پبلک جلسہ میں کی گئی ایک تقریر بھی پیش کی گئی ہے اور بوسنیا میں کئے جانے والے شدید مظالم کے بارے میں مقامی اخبارات کے چند تراشے نقل کئے گئے ہیں۔

★★حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ نہایت غریبانہ زندگی بسر کرتے تھے، بوجہ معذور ہونے کے کوئی کام بھی نہ کرسکتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خادم قدیم سمجھ کر بعض لوگ محبت کا سلوک کرتے تھے لیکن حافظ صاحب عسر کے باوجود وہ رقم سلسلہ کی ضروریات کے لئے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ حضورؑ نے بارہا آپؓ کی خدمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ خود بھوکے رہ کر بھی مالی قربانی کیا کرتے تھے چنانچہ متواتر فاقہ کشیوں کی وجہ سے ان کو قبض کی دائمی شکایت پیدا ہوگئی، آپؓ نے خدمت اقدسؑ میں عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا "حافظ صاحب ایک سیر دودھ روزانہ پیا کرو، پیسے مجھ سے لے لیا کرو" اور حضورؑ نے کچھ نقد بھی دے دیا اور پھر ہمیشہ دیتے رہے۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب نے ہمیشہ دودھ کا التزام رکھا۔ آپؓ فرمایا کرتے کہ اگر حضرت صاحب کا حکم نہ ہوتا تو نہ پیتا۔ حضرت حافظ صاحب نہ صرف خدمت سلسلہ کے لئے بلکہ اپنے بھائیوں کی خدمت کے لئے بھی ہر وقت کوشاں رہتے حتیٰ کہ اپنی روٹی بھی غرباء کو دے دیا کرتے تھے۔ آپکا ذکر خیر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۵ اکتوبر کی زینت ہے۔

★★"جماعت احمدیہ اور دفاع وطن : ۱۲ غیر معمولی اعزازات" کے عنوان سے میجر (ر) ایم ٹی کاہلوں صاحب کا نہایت عمدہ مضمون روزنامہ "الفضل" ۱۶ اکتوبر میں ہفت روزہ "مہارت" سے نقل کیا گیا ہے۔ ان اعزازات میں جہاد کشمیر میں فرقان بٹالین کی شاندار خدمات، ۶۵ء میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ کی فتح اور پہلا "ہلال جرات" پانے کا اعزاز، میجر جنرل اختر حسین ملک فاتح چھمب کا آرمی کی تاریخ کا تیز ترین ایڈوانس کرنے اور دوسرا "ہلال جرات" حاصل کرنے کا اعزاز، بریگیڈئر عبدالعلی ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی ٹینکوں کی جنگ میں فتح، سکواڈرن لیڈر منیرالدین کا امرتسر ریڈار کو تباہ کرکے جام شہادت نوش کرنے کا اعزاز، ایرمارشل ظفر چودھری کا چیف کے عہدہ تک پہنچنے اور پھر اصول کی خاطر عہدہ قربان کرنے کا اعزاز، ۷۱ء میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ کو فاتح چھمب ہونے اور میدان جنگ میں جنرل رینک کے پہلے شہید ہونے کا اعزاز، میجر جنرل ناصر احمد کا کھوکھرا پار محاذ پر ہاری ہوئی جنگ کو فتح کرنے کا اعزاز، کرنل رینک کے واحد افسر لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد کو دشمن کے علاقہ میں قیدی بنایا گیا، اسی طرح کئی دیگر احمدی افسروں اور جوانوں مثلاً میجر منیر احمد شہید، میجر قاضی بشیر احمد اور کیپٹن خالد کرک کے اعزازات اور لیفٹیننٹ محمود احمد زبیری کا اعزاز کہ انہوں نے انفرادی ایکشن کرکے دشمن کے آٹھ ٹینک تباہ کرکے شہادت پائی، پھر سفارتی میدان میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی خدمات نمایاں ہیں۔

★★اسی شمارے میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر انتظام پہلی آل پاکستان صنعتی نمائش کی رپورٹ (مرتبہ ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب) بھی شائع ہوئی ہے۔ نمائش ۱۲ تا ۱۴ اگست ایوان محمود میں منعقد ہوئی اور اس میں ۱۳ اضلاع کے ۴۰ خدام نے ۲۴۸ اشیاء پیش کیں۔ قریباً ۴ ہزار افراد نے نمائش دیکھی۔

★★حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کا ایک پرانا مضمون "لڑکی کے بعد لڑکا" روزنامہ "الفضل" ۱۹ اکتوبر میں مکرر شائع ہوا ہے۔ اسی عنوان کے تحت حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے مضمون میں قرآنی الفاظ "یا بشریٰ ہذا غلام" سے استنباط کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ اگر کسی لڑکی کا نام "بشریٰ" رکھا جائے تو اسکے بعد لڑکا پیدا ہوگا۔ حضرت مولانا شمس صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ ذوقی ہے اور پورا نہ ہونے پر کبھی یہ شک نہیں ہونا چاہئے کہ یہ خدا کا کلام ہے یا نہیں بلکہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے بھائی نے آیت سے اپنے ذوق کے مطابق جو سمجھا وہ درست نہ تھا۔ مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ شیخ صالح عبدالقادر کبابیر (فلسطین) کے پہلے احمدی ہیں اور دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں انہوں نے بہت جلد اپنے علاقہ میں احمدیت کو پھیلادیا۔ ان کا بیان ہے کہ ان کے ہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوتی تھیں اور لڑکے کے لئے وہ دعا کیا کرتے تھے کہ ایک دن سورہ نور کی اس آیت پر پہنچے "جب میں نے کہا استغفار کرو... ..." تو آپ کو یہ تفہیم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ استغفار کے نتیجہ میں بنین (بیٹوں) کا دیا جانا فرماتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے استغفار کا ورد شروع کردیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں پانچ لڑکے عطا فرمائے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت عمیق اور گہرے تعلقات ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں کہ روح اور جسم کا نہایت گہرا تعلق ہے اور دونوں ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

دنیائے مذاہب

بپتسمہ کی دعا میں شیطان کے ذکر ناگوار پر اختلاف

آسٹریلیا (نمائندہ الفضل)۔ بپتسمہ دیتے وقت پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم شیطان اور برائی سے قطع تعلق کروگے؟ (Do You Renounce Satan And Evil?) جو دعاؤں کی کتاب PRAYER BOOK حال ہی میں منظور ہوئی ہے اس میں اس فقرہ کو قائم رکھنے پر دلچسپ بحث ہوئی۔ کلیسائی مجلس سڈنی (GENERAL SYNOD) میں جو مورخہ ۵ جولائی ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوئی ملبورن کے بشپ انڈریو کرنو نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لفظ شیطان کی تشریح بہت مشکل ہے اس لفظ میں وہ پہلا سا دم خم نہیں رہا جو برائی سے تنفر کر سکے بس ایک اصطلاح بن چکی ہے جو متعدد معانی میں استعمال ہوتی ہے لیکن گرما گرم بحث کے بعد ان کی یہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی اور مذکورہ بالا فقرہ میں لفظ شیطان برقرار رکھنے کا فیصلہ ہوا جس پر ان کے مدمقابل ریورنڈ ڈاکٹر پیٹرسن نے پرجوش انداز میں کہا کہ "شیطان سڈنی میں زندہ اور سلامت ہے، لہٰذا پیٹرسن جیت گیا اور شیطان بپتسمہ کے سوال میں قائم رہا"۔

اس پر سڈنی مارننگ ہیرلڈ کے ایک کالم نگار کو خیال آیا کہ تحقیق کرنی چاہئے کہ یہ شیطان کیا چیز ہے اور اس جدید زمانہ میں اس کا کیا مقام اور محل ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے خود اپنی اخبار میں لفظ شیطان کے استعمال پر غور کیا۔ پتہ لگا کہ گذشتہ پانچ سال کے دوران سال بھر میں کوئی پچیس تیس مرتبہ یہ لفظ استعمال ہوتا رہا ہے۔ سوائے جنگ ۱۹۹۱ء کے جس سال یہ لفظ اڑتیس بار استعمال ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عراق کے خلاف جنگ جاری تھی اور عراقیوں اور دوسرے بنیاد پرستوں نے امریکہ اور مغربی طاقتوں کے متعلق "شیطان عظیم" کا لفظ استعمال کیا تھا جو خبروں میں درج ہوا۔ تحقیق کے دوران منکشف ہوا کہ امریکہ میں ایک چرچ شیطانی چرچ (Church of Satan) کے نام سے بھی قائم ہے۔ یہ چرچ کالے امریکنوں کا ہے اس کے بانی کا نام اینٹن لاوی (Anton La Vey) تھا اور ٹیکس وغیرہ کی اغراض کے لئے یہ دوسری مذہبی تنظیموں کی طرح حکومت کا منظور شدہ چرچ ہے۔ یہ لوگ بعض شیطانی اصولوں کی پیروی کرتے ہیں ان کے نزدیک شیطان جن باتوں کی نمائندگی کرتا ہے وہ یہ ہیں کہ بچنے بچانے کی بجائے جی بھر کر زندگی کے مزے لوٹو۔ روحانی اور تصوراتی خوابوں میں زندگی گذارنے کی بجائے ایک پرقوت زندگی بسر کرو۔ منافقانہ خود فریبی میں مبتلا رہنے کی بجائے کسی تعصبانہ میل کچیل کے بغیر صاف شفاف عقل و دانشمندی حاصل کرو۔ انہیں سے ہمدردی کرو جو اس کے اہل ہیں۔ غیر مستحقوں اور ناقدروں پر اپنی محبت ضائع نہ کرو۔ انتقام سے کام لو بجائے دوسری گال آگے کرنے کے۔ صرف ذمہ داریوں کے مقابل پر ذمہ داری دکھاؤ نہ کے ان کے سامنے جو خون چوسنے والی بلائیں ہوں۔ انسان محض ایک حیوان ہے جو کبھی چوپاؤں سے بہتر ہوتا ہے اور کبھی برا۔ اکثر انسان اپنے مزعومہ روحانی اور ذہنی ارتقاء کے بل بوتہ پر تمام جانوروں سے بدتر ہوچکے ہیں۔ وہ گناہ اچھے ہیں جن سے جسمانی، ذہنی اور جذباتی تسکین ملتی ہے۔ نیز یہ کہ شیطان چرچ کا بہترین دوست ہے کہ اسی کی وجہ سے اس کا کاروبار چل رہا ہے۔

کالم نگار لکھتا ہے کہ مذکورہ بالا حقائق کی موجودگی میں بپتسمہ میں شیطان کا ذکر برقرار رکھنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔

بقیہ :- عکس نما

. کہ انہیں لٹریچر بھجوایا جائے۔ اخبارات اور رسائل جو اپنی اسلام کشی کے لئے مشہور تھے کھلے دل سے اسلامی تعلیم کی خوبیوں کا اقرار کر رہے ہیں۔ مغرب کے مذہبی علمی اور سیاسی رہنما آپ کے اعزاز میں دعوتیں کر رہے ہیں۔ یونیورسٹیاں آپ کو اعزازی ڈگریاں دے رہی ہیں وغیرہ۔

اس سے بڑھ کر اس امر کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس دور میں مغرب میں احیاء اسلام اور اشاعت اسلام احمدیت کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئی۔ ہندوستان پر برطانیہ کی حکومت بطور خاص مغرب میں اشاعت اسلام کے لئے ممد ثابت ہوئی کیونکہ برطانوی حکومت کے ساتھ ہی یورپ اور امریکہ کے پادری بھی ہندوستان کی مذہبی فتح کے لئے برصغیر میں جمع ہو چکے تھے۔ اور جب ان کا مقابلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا جس میں پادریوں کو شکست فاش ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کا چرچا مغرب میں ہونے لگا۔ ڈاکٹر ڈوئی اور پادری پگٹ جیسے لوگوں نے نبوت کے دعوے کرنے شروع کر دئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا تعاقب فرمایا۔ جس سے اسلام اور احمدیت کا پیغام مغرب میں پہنچنا شروع ہوا اور تصرف الٰہیہ سے مغربی اخبارات و رسائل نے اس میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے مغربی اخبارات اور جرائد منگوا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنے شروع کئے اور حضور کی ہدایات کے تابع بذریعہ ڈاک اکابرین مغرب کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ اسلام کا آغاز کیا۔ بڑے بڑے نامور لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا پھر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت مفتی صاحب یورپ کے راستے امریکہ پہنچے تو یہ سلسلہ تبلیغ اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یورپین اور امریکن لوگ ایک ہندوستانی سے گفتگو کرنا بھی اپنی ہتک سمجھتے تھے اور سرسید جیسے عالم فاضل لوگ بھی معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کر چکے تھے اور کسی میں یہ جرات باقی نہ رہی تھی کہ مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اشاعت اسلام کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکات ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اور آپ کے عاشق صادق حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کہ جنہوں نے ان ناممکن حالات میں ایسا کام کر دکھایا جس کا ان حالات میں تصور بھی محال تھا۔ اللّٰھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آلہ واصحابہ ....

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آسٹریلیا میں دو گز زمین کے حصول میں دشواری

سڈنی کے قبرستانوں کے منتظمین کی ایسوسی ایشن نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر حکومت نے فوری کاروائی نہ کی تو آئندہ دس سال بعد مرنے والوں کو قبر کی جگہ مہیا نہیں ہوسکے گی۔ اکثر قبرستان آئندہ پانچ سال میں بھر جائیں گے اور قبروں کی قیمتیں (زمین کی بجائے) آسمان سے باتیں کرنے لگیں گی۔ اب بھی ایک قبر کی قیمت مختلف قبرستانوں میں ۱۳۰۰ اور ۳۵۰۰ ڈالر کے درمیان ہے۔ قبریں بڑی مہنگی پڑ رہی ہیں ہر قبر کی حفاظت اور نگرانی پر ہر سال ۴۰ تا ۱۱۰ ڈالر خرچ ہوتے ہیں جن میں افراط زر کی وجہ سے ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسوسی ایشن نے تجویز پیش کی کہ قبر کی جگہ کو فروخت کرنے کی بجائے پچیس یا پچاس سال کے لئے لیز (LEASE) پر دیا جائے جیسا کہ بشمول اٹلی بعض ملکوں میں رواج ہے۔ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر قبروں کو ٹھیکہ پر دینے کی تجویز نیوساؤتھ ویلز کی پارلیمنٹ میں زیر غور آئی جس پر بڑی گرما گرم بحث ہوئی۔ ایک ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ REST IN PEACE (امن چین سے آرام کرو) جو قبروں پر لکھے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم مرنے کے بعد ہر ایک کو ہمیشہ کے لئے آرام کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد سونے والے کو اٹھاکر باہر پھینک دیا جائے اور اس کی جگہ کسی دوسرے کو الاٹ کر دی جائے ان کی تشویش بزبان شاعریوں بیان کی جاسکتی ہے:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

یہ بھی کہا گیا کہ زمین کی ضرورت مردوں کی نسبت زندوں کو زیادہ ہے اس لئے متبادل طریقے سوچے جائیں بہرحال حکومت نے فیصلہ کیا کہ قبروں کی زمین کو معین عرصہ کے لئے کرایہ پر دینے کا سلسلہ فی الحال شروع نہیں کیا جائے گا۔ یہ خبر جہاں اہل قبور کے لئے اطمینان کا باعث ہوگی وہاں زندوں کے لئے بھی باعث تسلی ہوگی جو روز بروز اپنے اپنے حصہ کی دو گز زمین کی طرف رواں دواں ہیں۔

آسٹریلیا کے باسیوں کی خدمت میں شہد کی مکھی کا حصہ

حال ہی میں نیوساؤتھ ویلز (آسٹریلیا) کی حکومت نے آبادیوں کے قریب بعض جنگلوں اور پارکوں میں شہد کی مکھیاں پالنے کی ممانعت کی ہے۔ سائنسدانوں نے اس حکم پر نکتہ چینی کرتے ہوئے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ ایسا کرنے سے اس علاقہ کی زرعی فصلوں کو نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے کہا کہ آسٹریلیا میں ہر سال ۲۷۰۰ ملین ڈالر کی فصلیں شہد کی مکھی کی مرہون منت ہیں۔ یہ مکھیاں ان فصلوں کو گابھن یا بارور (Pollinate) کرتی ہیں جس کے بغیر کسی فصل کو پھل نہیں لگ سکتا۔ اگر ان مکھیوں کو ختم کردیا جائے یا دور بھیج دیا جائے تو دس سال کے عرصہ میں یہ فصلیں پھلوں سے محروم ہونا شروع ہو جائیں گی۔ علاوہ ازیں آسٹریلیا ہر سال ان مکھیوں کی بدولت ۲۴ ملین ڈالر کا شہد پیدا کرتا ہے اور چھ ملین ڈالر کی زندہ مکھیاں دوسرے ملکوں کو برآمد کی جاتی ہیں۔ یاد رہے کہ شہد کی مکھی دو سو سال پہلے آسٹریلیا میں لائی گئی تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فصلیں اپنی پیدائش سے لے کر پکنے تک بے شمار خاموش اور مفت مزدوروں کی مرہون منت ہیں۔ جہاں فصلیں آسمان کے پانی، گابھن کرنے والی ہواؤں، فضا میں نائیٹروجن بکھیرنے والی کڑک، سورج کی روشنی وغیرہ کی محتاج ہیں وہاں ایک ایک پودے کے لئے غذا تیار کرنے والے لاکھوں بکٹیریا جو مٹی میں سرگرم عمل ہوتے ہیں اور مکھیوں اور پرندوں وغیرہ کی بھی محتاج ہیں۔ اگر یہ سارے عناصر، جاندار کارکن اور عوامل کار فرما نہ ہوتے تو فصلیں کیسے اگتیں۔ اسی لئے خدا نے کھیتوں کے بارہ میں فرمایا "انتم تزرعونہ ام نحن الزارعون" کہ کیا تم کھیتوں کو اگاتے ہو کہ ہم اگاتے ہیں۔ ہاں سچ یہی ہے کہ وہی اگاتا ہے ہم کہاں اگاتے ہیں!

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳ دسمبر کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم محمد اصغر لون صاحب آف ایسٹ لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

۱۔ مکرم مولانا محمد منور صاحب سابق مبلغ مشرقی و مغربی افریقہ (والد مکرم مبارک احمد صاحب طاہر ایڈیشنل سیکرٹری نصرت جہاں) ربوہ۔

۲۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری محمد اکرم منہاس مرحوم راولپنڈی۔

۳۔ مکرم فیصل مسعود عمر صاحب۔

۴۔ مکرم عبدالرحیم صاحب ڈیرہ غازی خاں۔

۵۔ مکرم چودھری محمد اسحٰق صاحب آف لیہ۔

۶۔ مکرم چودھری نصیر احمد خان صاحب قادرآباد تحصیل پسرور۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London 22nd December 1995 - 4th January 1996

Friday 22nd December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
12.00 M.T.A Variety: Speech by B. A. Rafiq sahib
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 54, Part 1
1.00 MTA News
1.30 Friday Sermon, Live
2.40 Nazm
2.50 Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Saturday 23rd December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith (English)
12.00 Eurofile: Question Answer Session, with Russian Friends
1.30 MTA News
2.00 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05 M.T.A Variety: Fragen inber Islam (German)
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Sunday 24th December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith (English)
12.00 Eurofile: A Letter from London
12.30 Eurofile: Question Answer Session, with Russian Friends
1.00 MTA News
1.30 Children's Corner - Lets learn Salat No. 15
2.00 Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05 M.T.A Variety: Programme from Germany, "The truth of Islam"
3.38 M.T.A Variety: "Frankfurt Bodefare 1995"
3.55 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Monday 25th December
11.45 Tilawat
11.50 Dars-e-Malfoozat
12.00 M.T.A Variety: Dilbar mera yehi hay
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 54, Part 2
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: An interview with Shaikh Abdul Qadir
2.00 Natural Cure- Homeopathy lesson No. 134
3.05 M.T.A Variety: Seerat Hadhrat Muslihe Maud r.a.t.a., Maulana Imam Din sahib.
3.35 Children's Corner: Hikayat-e-Sheereen
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Tuesday 26th December
9.45 Tilawat
10.00 Huzoor's Address to Jalsa Qadian, from England. LIVE
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: Shajar e Phool
2.00 "Natural Cure": Homeopathy Lesson 135
3.05 M.T.A. Variety: "Conversation", by Naseem Mahdi.
3.35 P.E. from Rabwah No. 3
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Wednesday 27th December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-E-Hadith
12.00 M.T.A Variety: Durres Sameen
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 55 Part 1
1.00 MTA News
1.30 M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
2.00 Quran Class - Tarjumatul Quran 107.
3.05 M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sahib
3.35 Children's Corner: Yassarnal Quran No. 15
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Thursday 28th December
11.30 Tilawat
11.45 Hadhrat Khalifatul Masih the Iv delivers his address, on the ocassion of Jalsa Salana Qadian,Live from London Mosque, England.
1.00 M.T.A News
1.30 Medical Matters
2.00 Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 108.
3.05 M.T.A Variety: Quiz programme, Nasirat ul Ahmadiyya, Pakistan.
3.30 "Children's Corner": Yassarnal Quran No. 16
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Friday 29th December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
12.00 M.T.A Variety: Hamari Kaenat
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 55 Part 2
1.00 MTA News
1.30 Friday Sermon, Live
2.40 Nazm
2.50 Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Saturday 30th December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith (English)
12.00 Eurofile: Question Answer Session, with Hadhrat Khalifatul Masih the IV, was held in Nuspeet, Holland, 24/9/1995
1.30 MTA News
2.00 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05 M.T.A Variety: Question Answer Session in German with brother Hidayatullah Hubsh.
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Sunday 31st December
11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith (English)
12.00 Eurofile: A Letter from London
12.30 Eurofile: Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih the IV, 24/9/1995
1.00 MTA News
1.30 Children's Corner - Lets learn Salat No. 16
2.00 Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05 M.T.A Variety: "Why I am an Ahmadi Muslim" in German Language.
3.55 LIQAA MA'AL ARAB
4.55 Tomorrow's Programmes.

Monday 1st January
11.30 Tilawat
11.45 Dars-e-Malfoozat
12.00 M.T.A Variety: Dilbar mera yehi hay
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 56 Part 1
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: An interview of Mrs Durees Sameen Tahir, by Amatur Rasheed.
2.00 Natural Cure- Homeopathy lesson No. 136
3.05 M.T.A Variety: Responsibilities of Ansarullah brothers
3.35 Children's Corner: Hikayat-e-Sheereen
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Tuesday 2nd January
11.30 Tilawat
11.45 Seerat-ul- Nabi (s.a.w)
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 56 Part 2
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: Shajar e Phool
2.00 "Natural Cure": Homeopathy Lesson 137
3.05 M.T.A. Variety: "Tech talk".
3.35 P.E. from Rabwah
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah Tomorrow's Programmes.

Wednesday 3rd January
11.30 Tilawat
11.45 Dars-E-Hadith
12.00 M.T.A Variety: Durres Sameen
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 57 Part 1
1.00 MTA News
1.30 M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
2.00 Quran Class - Tarjumatul Quran 109.
3.05 M.T.A Variety: Economical Situation of Pakistan.
3.35 Children's Corner: Yassarnal Quran No. 17
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Thursday 4th January
11.30 Tilawat
11.45 Dars-e-Malfoozat
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 57 Part 2
1.00 M.T.A News
1.30 M.T.A. Sports
2.00 Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 110.
3.05 M.T.A Variety: Quiz programme.
3.30 "Children's Corner": Yassarnal Quran No. 18
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, December 22, 1995 No. 51

محمود ہال (لندن) میں مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجالس سوال و جواب کا انعقاد

لندن (نمائندہ الفضل) مورخہ ۵ نومبر کو مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام محمود ہال میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس کے ابتدائی حصہ کی صدارت مکرم سید احمد یحیٰ صاحب صدر مجلس نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے جماعت کا تعارف پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر سوال و جواب کی مجلس شروع ہوئی اور تقریباً دو گھنٹہ جاری رہی۔ اس مجلس کے اختتام پر چھ افراد نے دستی بیعت کا شرف حاصل کیا اور جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔

مورخہ ۱۸ نومبر کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں کثرت سے غیر مسلم احباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام کے ابتدائی حصہ کی صدارت مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم بلال اٹکنسن صاحب آف ہارٹلے پول نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی آمد کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ اس تعارف کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر مجلس سوال و جواب شروع ہوئی جس کے اختتام پر بیس افراد نے حضور انور ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔ ہر دو تقریبات انگریزی زبان میں ہوئیں۔

گھانا (مغربی افریقہ) کے ہفت روزہ INTEGRITY میں مختلف موضوعات پر جماعت احمدیہ کے موقف اور نظریات کی اشاعت

رپورٹ: قریشی داؤد احمد (نمائندہ الفضل۔ گھانا)

دنیا کے دیگر ممالک کی طرح گھانا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات میں نمایاں طور پر کوریج دی جاتی ہے۔ گھانا میں اس وقت جتنے بھی اخبارات شائع ہوتے ہیں وہ یا تو محض سیاسی اخبار ہیں اور اگر وہ مذہبی ہیں تو وہ صرف ایک مخصوص مذہب یا فرقہ یا جماعت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں گھانا کے ایک صحافی Mr. A. Eosp Israel نے گھانا میں شائع ہونے والے اخبارات کا مطالعہ کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ تمام اخبارات یا تو سیاسی ہیں یا محض کسی خاص مذہب، فرقہ یا جماعت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

صحافی محترم نے گھانا میں صحافت کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ بیرون ملک بھی صحافت کی تعلیم حاصل کی ہے۔ انہوں نے اپنے مطالعہ کے بعد یہ محسوس کیا کہ گھانا میں ایک ایسے اخبار کی اشاعت کی ضرورت ہے جس میں کم از کم گھانا میں موجود تمام مذاہب، فرقوں اور مذہبی جماعتوں کے نظریات شائع کئے جائیں۔ انکی مختلف خدمات کا تذکرہ کیا جائے تاکہ طالبان حق کے لئے آسان ہو کہ وہ ایک ہی اخبار سے مختلف مذاہب کے اپنے مذہب کے بارہ میں نظریات کا مطالعہ کر سکیں، پھر ان کا تجزیہ کر سکیں، اپنے نظریات پیش کر سکیں اور انکے لئے مزید تحقیق کی راہیں کھلیں۔

اسی سلسلہ میں ان کا رابطہ جماعت احمدیہ سے بھی ہوا۔ ابتدائی طور پر انہیں ریویو آف ریلجنز کی چند کاپیاں دی گئیں۔ ان شماروں کے مطالعہ سے وہ بہت خوش ہوئے اور اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت اعلیٰ پایہ کا رسالہ ہے جو تعصبات سے بالاتر ہو کر مذہب اور اخلاقیات کے بارے میں بڑی اعلیٰ تعلیم پیش کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اخبار کے پہلے شمارہ میں آسکورے میں احمدیہ ہسپتال میں منعقد ہونے والے فری آئی کیمپ کی تفصیل شائع کی اور تصاویر بھی شائع کیں۔ نیز انہوں نے یہ اعلان بھی شائع کیا کہ بائبل کے سکالرز تیار ہو جائیں کیونکہ وہ آئندہ شمارہ میں "روح القدس" کے بارہ میں ایک مسلمان سکالر کا مضمون شائع کریں گے جس کا جواب عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو دینا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اگلے شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مشہور تصنیف CHRISTIANITY– A JOURNEY FROM FACTS TO FICTION میں سے روح القدس کے بارہ میں پورا باب شائع کیا۔

اسی طرح انہوں نے اخبار کے سابقہ شمارہ میں مجلس انصاراللہ گھانا کی تیرھویں سالانہ کانفرنس کی رپورٹ شائع کی اور ریویو آف ریلجنز سے ایک مضمون اخروی زندگی کے بارے میں شائع کیا ہے اور عیسائیوں کو چیلنج کیا ہے کہ وہ بائبل سے اخروی زندگی کے بارہ میں اپنی تعلیم اور نظریات پیش کریں۔

اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کئی عیسائی لوگوں نے اخبار کے بارہ میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ چونکہ یہ اخبار تمام مذاہب، فرقوں اور جماعتوں کے نظریات شائع کرتا ہے اور زیادہ تر عیسائی اپنی تعلیم سے تو واقفیت رکھتے ہیں اس لئے وہ زیادہ تر اس اخبار کو اس میں شائع ہونے والے اسلامی مضامین کی وجہ سے پڑھتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب موصوف کا احمدیہ مشن سے مسلسل رابطہ ہے اور وہ ہر اختلافی مسئلہ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے نظریات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے اخبار کے حالیہ شمارہ میں مکرم و محترم امیر و مشنری انچارج احمدیہ مسلم مشن گھانا مولوی عبدالوہاب بن آدم صاحب کا "احمدیوں اور غیراحمدیوں میں فرق" کے بارہ میں ایک انٹرویو شائع کیا ہے اور صحت کے ضمن میں ریویو آف ریلجنز سے "شراب کی حرمت" کے بارہ میں ایک مضمون بھی شائع کیا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ گھانا کے لئے تبلیغ کی ایک نئی راہ کھول دی ہے کہ ایک غیر جانبدار اخبار جماعت احمدیہ کی حقانیت کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے جس کی وجہ سے لوگ بڑی تعداد میں احمدیت سے متعارف ہو رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مبارک شیریں ثمرات عطا فرمائے اور لوگ کثرت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت کی سعادت پائیں۔

احمدیہ مسجد کو مسمار کر دیا گیا

(پریس ڈیسک) پاکستان سے موصولہ اطلاعات کے مطابق میرپورخاص سندھ کے ایک گاؤں گوٹھ غلام نبی میں واقع احمدیہ مسجد پر علاقہ کی انتظامیہ نے پولیس کی بھاری نفری کو ساتھ لے کر چھاپہ مارا اور محراب کو مسمار کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق چند ماہ پہلے سخت بارشوں کی وجہ سے اس مسجد کی عمارت گر گئی تھی جس پر جماعت احمدیہ کے افراد نے اسی جگہ پر نئی مسجد تعمیر کر دی۔ جب علاقہ کے ملاؤں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے سخت واویلا کیا اور مطالبہ کیا کہ مسجد کو گرا دیا جائے۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک درخواست علاقہ مجسٹریٹ کو بھی دی اور میرپورخاص شہر میں جلوس نکالا جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی کی گئی اور لوگوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف اکسایا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جماعت احمدیہ کے مقامی صدر کو اپنے دفتر میں بلایا اور پوچھا کہ مسجد کی تعمیر کیوں کی گئی ہے جس پر صدر صاحب نے انہیں بتایا کہ ملک کے اندر کوئی ایسا قانون موجود نہیں جو انہیں مسجد کی تعمیر سے روکتا ہو۔ اس پر مجسٹریٹ صاحب کی تسلی ہو گئی اور انہوں نے صدر صاحب جماعت احمدیہ کو چھوڑ دیا مگر ۱۴ اکتوبر ۹۵ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ گوٹھ غلام نبی پہنچا اور مسجد کے محراب کو گرا دیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

جماعت احمدیہ کا معلم گرفتار

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چک ۵۷ جھیالہ ضلع فیصل آباد میں متعین جماعت احمدیہ کے معلم مکرم حفاظت احمد نوید کو پولیس نے ۴ اکتوبر ۹۵ء کو گرفتار کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق علاقہ کے ایک معاند نے پولیس میں درخواست دی تھی کہ احمدیوں نے اپنی مسجد پر کلمہ تحریر کر رکھا ہے اور یہ کہ وہ ڈش انٹینا کے ذریعہ لندن سے امام جماعت احمدیہ کے خطبات سنتے ہیں۔ چنانچہ پولیس نے انہیں آدھی رات تک تھانہ میں محبوس رکھا اور پھر انہیں رہا کر دیا گیا۔

پرعزم اسیران راہ مولا

پاکستان میں کئی احمدی کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے جرم میں اور توہین رسالت کے جھوٹے اور ناپاک الزام میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ راہ مولا کے یہ اسیر بڑے صدق اور وفا کے ساتھ یہ ایام اسیری گزار رہے ہیں۔ یقیناً وہ ساری جماعت کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم عطا فرمائے اور انکی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ انکی جلد رہائی سے مومنین کے قلوب کو تسکین بخشے اور اس قوم کو ہدایت دے جو ناحق ان معصوموں کو طرح طرح کی تکالیف دے کر خدا کی ناراضگی کی مورد بن رہی ہے۔ ذیل میں ایک اسیر راہ مولا مکرم بشارت احمد صاحب چوہان کے اس خط کا ایک اقتباس، ہدیہ قارئین ہے جو انہوں نے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام لکھا۔ آپ لکھتے ہیں:

"سیدی! آزمائش کا یہ دور صبر، حوصلہ اور استقامت کے ساتھ گذر رہا ہے۔ پیارے آقا! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے نہ پہلے کبھی بزدلی دکھائی ہے اور نہ آئندہ کبھی بزدلی دکھائیں گے انشاء اللہ۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے عشاق نے ہمارے لئے جو نمونے چھوڑے ہیں وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپ ہماری طرف سے بالکل مطمئن رہیں۔ ہم نے اپنے ذہنوں کو اچھی طرح تیار کر رکھا ہے۔ ہم آنحضرتؐ کے عشق میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر ایسا وقت آ بھی گیا تو آپ ہمیں کبھی کمزور اور بزدل نہیں پائیں گے۔ انشاء اللہ۔ آپ ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں۔"

وہ جماعت جس کے افراد ایسے مخلص، باوفا اور راہ مولا میں قربانیاں پیش کرنے کے لئے ایسے مستعد اور تیار ہوں کیا اسے بھی کوئی ہرا سکتا ہے؟

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد